

# کچھ کہا ہوتا از قلم سعدیہ مبارک

مکمل ناول

یار یہ سب تم نے کیا ہے نہ بتاؤ مجھے یہ تمہاری حرکت ہے نہ  
کون سی حرکت کیوں مجھ بچاری کو تنگ کر رہی ہے  
اتنی آپ بچاری سب معلوم ہے مجھے کسی اور کو تم بیوقوف بنانا مجھے پورا یقین ہے یہ تمہاری ہی  
حرکت ہے  
سحر نے خاموش نگاہوں سے مول کو دیکھا جو غصے سے ابھی اسے دیکھتے ہوئے جواب کی منتظر  
تھی

اچھا ٹھیک ہے میں نے کیا ہے یوں گھورنا تو بند کرو  
اچھا گھورنا بند کروں اگر کسی کو پتا چل گیا کہ یہ تمہاری حرکت ہے تو اوپر سے اس بچاری کو اتنی  
بری چوٹ لگی ہے  
کوئی بری چوٹ نہیں لگی اسے یوں ہی ڈرامہ لگا رہی ہے اور کسی کو پتا نہیں چلے گا اس بات  
کی فکر مت کرنا وہاں اس وقت کوئی نہیں تھا

اچھا اور اگر کوئی ہوتا تو اور ویسے بھی تمہیں یہ کرنے کی ضرورت کیا تھی ضرورت کیسے نہیں تھی اب خود بتاؤ وہ میرے ہونے والے شوہر سے فلٹ کر رہی تھی۔ سحر نے اتراتے ہوئے کہا

کون وہ شہزاد جس نے آج تک محبت کا اقرار تک نہیں کیا اور تم شوہر شوہر تو یوں لگی رہتی ہو جیسے کل برات آنی ہو۔ مول نے سحر کو اپنا وہی تکیہ کلام سناتے ہوئے کہا۔

کل برات آنی ہو یا نا ہو مگر اس میں کوئی شک ہے کیا کہ شادی تو میری اسی سے ہونی ہے اور رہا سوال اظہارِ عشق کا تو تمہیں کس نے کہا کہ اظہار نہیں ہوا اظہار تو روز ہوتا ہے ہر بار ہوتا ہے بار بار بار ہوتا ہے میں روز اس کی آنکھوں میں سفر کرتی ہوں روز ہم نئے سفر پر نکلتے ہیں روز اس کی آنکھیں میری محبت کی قسم کھاتی ہیں۔

اچھا ٹھیک ہے مگر بچارے شہزاد کا کیا قصور ہے اسے کیوں پوری یونیورسٹی میں مشہور کر دیا ہے اگر تم نے نور کو سیڑیوں سے گرا ہی دیا تھا تو بدلا پورا اس کے بیگ میں درخواست نما دہمکی ڈالنے کی کیا ضرورت تھی کہ

شہزاد سے دور رہنا میری جان از شہزاد کی محبوبہ بچارا پوری یونیورسٹی میں مشہور ہو گیا۔

ایسے کیسے جانے دیتی میں اسے بھی تو پتا چلنا چاہیے کہ اسے کس چیز کی سزا ملی ہے تاکہ اگلی بار دوبارہ ایسی حرکت نہ کرے اور شہزاد میاں انہیں بھی تو پتا چلے کہ آخر انکی ایک عدد محبوبہ بھی ہے تو وہ ذرا سا سمجھل کر رہیں۔

سحر کی اس بات پر مول بنسنے لگی۔

ہاں بھی کیسا ہے یار بڑے چرچے ہے تیری محبوبہ کے بتا نہ کون ہے کہاں رہتی ہے کیسی دکھتی ہے۔ عاصم نے شہزل کو چھیڑتے ہوئے کہا مجھے کیا پتا کون ہے میں تو خود پریشان ہوں۔

ہم سے کیسا پردہ ہم تو یار ہیں یاروں سے کیا چھپانا۔ بتا نہ بھابی کیسی دکھتی ہیں کوئی تصویر ہی دیکھا دے یار۔ عاصم نے پھر سے اسی انداز میں کہا

تو نہ باز آئیں میں تو چلا تو یہاں بیٹھ اور لگا پتا اپنی بھابی کا شہزل سیڑیوں سے اٹھ کر چل پڑا اور عاصم پیچھے سے زرا اونچی آواز میں گانے لگا پردے میں رہنے دو پردہ نہ اٹھاؤ۔۔۔۔۔

شہزل کی محبوبہ والا قصہ کچھ ہی عرصہ میں سب بھول گئے اور اس میں زیادہ حصہ آگے آنے والے امتحانات کا بھی تھا جو چند دن میں شروع ہونے والے تھے۔ مول میتھس کی طالب علمہ تھی اور عاصم اور سحر میکینکل انجنیئرنگ کے طالب علم تھے اور شہزل کیمیکل انجنیئرنگ کا طالب علم تھا۔ شہزل ایک ذہین اور قابل طالب علم تھا ذہین اور قابل تو عاصم بھی تھا مگر جب سے اس نے یونیورسٹی جوائن کی تھی اس نے پڑھنا چھوڑ دیا تھا اس کے پیچھے بڑی وجہ ناامیدی تھی وہی ناامیدی جو کئی خاندانوں کے چراغ بجھا دیتی ہے اس کے ساتھ بھی کچھ ایسا ہی ہوا جب تقریباً ساڑھے تین سال پہلے اس کے جان جیسے دوست جسے اس نے کبھی بھائی سے کم

نہ سمجھا تھا۔ وہ جو بہت محنتی تھا مگر اس کی محنت، ایک اچھے زلٹ کے باوجود اسے پورے چار سال دھکے کھانے کے بعد بھی کوئی اچھی نوکری نہ ملی اس کے تمام خواب ریزہ ریزہ ہو چکے تھے اور وہ ڈپریشن کا مریض بن چکا تھا اور پھر وہی ہوا جس کا ڈر تھا اس نے ایک دن تنگ آکر خودکشی کر لی اس کی جان غربت نے نہیں اس کے خوابوں نے لی تھی کیونکہ خواب آنکھوں میں کڑچی بن کر ٹوٹتے ہیں تو جان نکل جاتی ہے۔ وہ عاصم سے چھ سال بڑا تھا مگر کبھی انکے رشتے کو دیکھ کر کوئی یہ نہ کہہ پایا تھا کہ ان میں عمر کا کوئی زیادہ فرق ہے اس کی موت نے عاصم کو ناامید کر دیا تھا اب پڑھائی اس کے لیے فارمیٹی بن گئی تھی اور اب وہ پڑھتا نہیں تھا مگر اس نے یونیورسٹی کو اتنا پڑھ لیا تھا کہ کونے کونے سے واقف ہو چکا تھا اور اب تک بس پاس ہوتا ہوتا یہاں تک پہنچا تھا۔

ابے یار تجھے اپنی کوئی فکر بھی ہے اگر توں فیل ہو گیا تو کیا ہو گا اور ویسے بھی اس کے بعد صرف آخری سمسٹر رہ جانا ہے۔

یار شہزاد توں رہنے دے پہلے میں فیل ہوا ہوں جواب ہوں گا اور اب ہو بھی گیا تو کیا یار بڑے خواب اور ہیں جینے کے واسطے۔

ہاں ہاں بہت خواب خوابوں کی کوئی کمی ہے کیا۔ شہزاد طنزاً مسکراتے ہوئے کہا

ہاں سحر تم کہاں سے آرہی ہو اور یہ مول کہاں ہے یار صبح سے نظر نہیں آئی۔ شہزاد نے سحر کو اپنی طرف آتے دیکھ کر کہا

ارے میں لائبریری سے آرہی ہوں وہ کچھ بکس لینی تھی اور مول کا کیا بتاؤ یار اس محبوب کی یاد میں ہے بس اور کیا ہمیں کچھ بتاتی نہیں ہے تو کیا، ہم اندھے تھوڑے ہیں -  
 یار تمہارے تو وہ بہت قریب ہے پوچھو وہ کون ہے شاید ہم کچھ کر سکیں - شہزاد دھ سے بول اٹھا۔

یار اس سے پوچھو کہیں مجھ پر تو دل ہار نہیں بیٹھی اب مجھ جیسا تو پوری یونی میں نہیں ہے میں تو خدمتِ خلق کے لیے حاضر ہوں - عاصم بول اٹھا  
 کوئی لڑکا بھی تو بتاؤ جس کی تم اس طرح خرمیتِ خلق کرنے کا ارادہ رکھتے ہو - سحر اس کو مخاطب کر کے بولی -

توبہ توبہ اب لڑکے سے شادی کرتا بلا میں بھلا لگتا -  
 عاصم کی بات پر دونوں ہنس پڑے -

اچھا میں چلتی ہوں آج کاشان بھائی کی برتھ ڈے ہے شوپنگ پہ جانا ہے - سحر ہنستے ہوئے کچھ یاد آنے پر بولی -

کس کے ساتھ جاؤ گی کاشان آئے گا لینے -

تم بھی عجیب ہی ہو شہزاد بھلا ان کی برتھ ڈے کا گیفٹ ان کے ساتھ لینے جاؤں گی -  
 مگر تمہیں تو کاشان پک کرتا ہے -

ہاں آج کیب میں جاؤں گی -

ہر گز نہیں میں چھوڑ آتا ہوں تمہیں -

ہاں ہاں جب مفت کا ڈرائیور ہے تو کیب پہ خرچا کیوں کرنا۔ عاصم نے شرارت سے بولا۔  
جس پر شہنل نے اسے ایک گھوری کرائی اور سحر کے ساتھ پارکنگ کی طرف چل پڑا

\*\*\*\*\*

شہنل نے گاڑی سحر کے گھر کے آگے روکی  
سحر !

ہاں۔ سحر گاڑی سے اترتے ہوئے مڑی۔

کچھ نہیں۔ اور آج پھر وہ بار گیا آج پھر وہ لفظ سحر سے آگے کا فاصلہ طہ نہ کر پایا  
سحر اسے خرا حافظ کہتی اندر چلی گئی۔

چلیں امی۔ سحر نے اندر آتے ہی ماں کو ٹی وی لائونچ میں بیٹھا دیکھ کر بولی۔  
ارے اس کی بندی کوئی سکون کا سانس بھی لے لیا کرا بھی فرقان نہیں آیا وہ آجائے تو چلتے  
ہے۔

فرقان بھائی بھی نہ اگر کاشان بھائی آگئے تو۔

نہیں آتا بات ہو گئی ہے تمہارے حیدر انکل سے نہیں ہلنے دیتے وہ اسکو اور پھر مہک بھی تو  
ہے اتنے دن بعد گئی ہے وہ اپنے نانا کے گھر تم بے فکر رہو۔

سحر کاشان اور فرقان تینوں بہن بھائی آپس میں بہت پیار کرتے تھے ان کے والد کا انتقال  
سحر کی پیدائش کے دو سال بعد ہوا تھا اس وقت کاشان ۸ سال کا اور فرقان ۶ سال کا تھا  
ان کی والدہ نے ان کی تربیت بڑی محنت سے کی۔ ماں ڈاکٹر تھی۔ جب کاشان نے آف۔

ایس۔ سی کیا تو اس نے فورسس جوائن کر لی نوکری کہ ۵ سال بعد اس نے اپنی مرضی سے اپنی پھوپھو کی بیٹی نورین سے شادی کر لی مگر شادی کے ایک سال بعد ہی مہک کی پیدائش پر اس کی ڈیٹھ ہو گئی۔ وہ اندر سے ٹوٹ چکا تھا مگر صرف مہک کی خاطر خود کو جوڑے رکھا اور آج مہک ۲ سال کی ہے۔

فاطمہ ارسلان نے گاڑی کا ہارن سنتے ہی کہا لو فرقان آگیا۔ کچھ ہی دیر میں تینوں گاڑی میں بیٹھ کر کمرشیل کی طرف نکل پڑے اور تین گھنٹے بعد انکی شاپنگ ختم ہوئی فرقان اور فاطمہ ارسلان نے تو بہت جلدی ہی تحائف لے لئے تھے اصل دیر تو سحر نے لگائی جو اچھے سے اچھے کی تلاش میں تھی۔

رات کے آٹھ بجے جب کاشان گھر پہنچا تو گھر کی لائٹس آؤف تھی اور جوں ہی وہ ٹی وی لالچ پہنچا تو پورا گھر روشن ہو گی

اور سب نے اس کا استقبال کیا اور پھر کیک کاٹا گیا۔

تم کل برتھ ڈے پہ کیوں نہیں آئی۔ سحر مول کے گھر پر اس کے کمرہ میں موجود تھی۔

تم یہ معلوم کرنے آئی ہو۔ مول نے بے جان مرجھائے ہوئے چہرے سے جواب دیا۔



نہیں میں تمہارا موڈ درست کرنے آئی ہوں۔ مول کی امی نے کل ہی اس کی حالت کے بارے میں سحر کو بتا دیا تھا مگر وہ کاشان کی برتھ ڈے کی وجہ سے آنہیں پائی تھی اور وہ آج صبح صبح ہی ان کے گھر آدھمکی تھی اور آتے ہی کل دوپہر ۲ بجے کی سوئی مول کو جگایا تھا۔ مجھے کیا ہوا ہے اچھی بھلی تو ہوں میں۔ مول نے چہرے پر مسکراہٹ لانے کی ناکام کوشش کرتے ہوئے کہا۔

اچھا ! اور سحر کا کہا گیا یہ اچھا کافی جاندار تھا۔

اگر اتنی ہی ٹھیک ہو تو آج یونیورسٹی کیوں نہیں آرہی اور میرا بھی دن ضائع کرا دیا۔ دیکھو میں نے تمہارا کوئی دن ون ضائع نہیں کرایا تم اپنی مرضی سے آئی ہو۔

ہاں تو تمہارے پیچھے دن ضائع کر کون رہا ہے چلو جلدی سے اچھے بچوں کی طرح تیار ہو۔ سحر اٹھتے ہوئے بولی۔

کیا مطلب !

مطلب یہ میری جان کہ پیپرز میں چند دن رہ گئے ہیں اور یہ چند دن تو کبھی ضائع نہ کرنے دوں میں تمہیں۔

اف سحر بہت ضدی ہو تم۔

اور آج پھر ہر سال کی طرح سحر نے زیادہ نہیں تو کچھ حد تک اس کا موڈ بہتر کر دیا تھا ہر سال کہنا کچھ غلط ہو گا یہ پچھلے ۴ سالوں سے ہو رہا تھا اور پہلے سال تو یہ حالت اتنی بری تھی کہ سب ڈر گئے تھے کہ کہیں یہ خود کو کچھ نقصان نہ پہنچالے اس کی اس حالت کا صرف اس



کے قریبی دوستوں کو ہی معلوم تھا اور ان میں بھی صرف سحر ہی کی وہ بات مانتی تھی دوستوں میں کیا بلکہ اس کو صرف سحر ہی سنبھال پاتی تھی۔ پہلے سال تو اس کی حالت ایک دن ہی ایسی رہی مگر پھر اگلے سال ۵ مارچ کو اس کی حالت اتنی بری تھی کہ اسے ایک ہفتہ ہسپتال میں رکھنا پڑا تھا۔

سحر بیڈ پہ بیٹھی گہری سوچ میں تھی کہ مول واش روم سے شاور لے کر تیار اس کے سامنے آ کھڑی۔

چلو چلیں۔ سحر

ہاں چلو۔

\*\*\*\*\*

آج سب طالب علم کمرہ امتحان سے نکل رہے تھے ان کے ٹرم کا آخری پیپر تھا اور سب کی جان عزاب سے نکل چکی تھی اب تو بس نتیجہ کا انتظار تھا۔ کمرے امتحان سے باہر آتے چہرے اپنی اپنی کہانی سنارہے تھے کوئی چہرہ چمک رہا تھا اور کچھ کے چہرے تو صاف بتا رہے تھے کہ وہ کوئی نہ کوئی تیر مار کر آ رہیں ہیں اور انہیں یہ بھی معلوم نہ تھا کہ تیر نشانے پہ لگا بھی ہے کہ نہیں۔ سحر شہزل اور مول کی شکلیں تو عام تاصر دے رہی تھی تاصر تو عاصم کے چہرے کے بھی عام ہی تھے مگر وہ خاص تب ہو گئے جب شہزل نے اس سے ایک شرارت بھرا معصومانہ سوال کیا۔

ہاں بھئی ٹوپر کیسا ہوا پیپر۔

اس بار تو کسی نے مجھے یہ بھی نہیں بتایا کہ پیپر کون سا ہے -  
 بتایا تو تھا میں نے تجھے رات کو اب توں نیند میں تھا تو میرا کیا قصور -  
 ہاں ویسے بھی میں نے کون سا جاگ کر تیر مار لینے تھے -  
 اب اس کی بات پر ساتھ کھڑی مول اور سحر اپنی باتوں میں مگن متوجع ہو کر ہنس پڑی -

\*\*\*\*\*

آج ان کا آخری پیپر تھا اس لیے مول سحر کے ساتھ اس کے گھر چلی گئی آج ان کا فن ڈے  
 تھا مول ٹی وی لاؤچ میں بیٹھی تھی کہ وہاں کا شان آیا اور اس نے آتے ہی ایک نظر مول پر  
 ڈالی اور اندر چلا گیا مول بھی اٹھ کر سحر کے کمرے میں چلی گئی -  
 سحر تیار ہو رہی تھی آج انہوں نے شاپنگ پہ جانا تھا اور پھر کھانا کھانا تھا مول تیار ہو چکی تھی  
 سحر بس فاسٹل ٹچ آپ دے رہی تھی -  
 سحر تم شہزل کو پروپوز کر دو -  
 آخر یہ حسین خیال کیسے آیا تمہیں -

سحر یہ ہمارا لاسٹ سمسٹر ہے اگر وہ تمہیں محبت کرتا ہے تو اس چاہیے کہ وہ تمہیں پروپوز کر  
 دے - تم مجھے بہت عزیز ہو میں نہیں چاہتی کہ تمہیں کوئی تکلیف ہو -  
 تمہیں کس نے کہا کہ مجھے اس نے پروپوز نہیں کیا وہ روز اظہار کرتا ہے روز اس کی آنکھوں میں  
 اپنے لیے اپنلٹ چاہت احساس محبت دیکھتی ہوں -

محبت کا درد بڑا گہرا ہوتا ہے جب لگتا ہے تو کبھی نہیں جاتا، روز بڑھتا ہے یہ - سحر یہ درد تم برداشت نہیں کر پاؤ گی خدا نہ کرے تمہیں یہ کبھی برداشت کرنا پڑے۔

اور اب مول کی آنکھوں میں آنسو تھے اس کا کاجل اس کی خوبصورت آنکھوں سے بہہ رہا تھا۔ وہ رو رہی تھی اور بس روئے چلے جا رہی تھی اسے کیا ہوا تھا وہ یہ بھی جانتی تھی اور سحر بھی۔ سحر اس کے قریب آئی اور بیڈ پر بیٹھ گئی اور بڑی آرام اور محبت سے اس کا سر اپنی گود میں رکھ لیا مول نے اس کی گود میں سر رکھا ہوا تھا اور رو رہی تھی مسلسل بول رہی تھی۔

اس نے کیوں کیا ایسا میری محبت کو روند دیا میری عزت نفس کو ریزہ ریزہ کر دیا۔ نہیں کرنی تھی محبت نہ کرتا مگر میری محبت کو یوں ایسا۔ ایسا بے قدر۔

اس کے الفاظ ٹوٹے ہوئے تھے وہ روتے ہوئے بے ربط جملے بول رہی تھی۔

اور سحر جانتی تھی کہ یہ وہ کون ہے آج سے نہیں ہمیشہ سے وہ اس کی آٹھوں کلاس سے دوست تھی اور وہ اسے اتنا تو جانتی تھی۔ اس نے ایک فیصلہ کر لیا تھا وہ یہ نہیں جانتی تھی کہ اس کے انجام کیا ہو گا مگر اب اور وہ مول کو یوں نہیں دیکھ سکتی تھی۔ اب ہر گز نہیں

\*\*\*\*\*

مہک پھپھو کی جان کیا کر رہی ہے۔ سحر نے مہک کو گود میں لیتے ہوا کہا۔

مہک دو سال کی تھی اور بہت جلد تین سال کی ہونے والی تھی۔

مہک سحر کی گود میں بیٹھے کھیلنے لگی۔

سحر کے دل میں کچھ آیا اور اس نے مہک کے گال پر پیار کرتے ہوئے کہا  
 مہک آپ کو مول آپ کی کیسی لگتی ہیں -  
 بہت اچھی ہیں وہ -

تو ان کو تمہاری ماما بنا دیں  
 مہک مول کی طرف دیکھتے ہوئے معصومیت سے کہا ماما !

مول کتنا مزہ آیا نہ - مول اور سحر دروازہ سے گھر میں داخل ہو رہے تھے جب سحر نے مول  
 سے آج کی شوپنگ پر تبصرہ کرتے ہوئے کہا - مول نے صرف سر ہلا دیا - اس دن مول کے  
 آنسوؤں نے ان کے قدم بازار سے روک دیے تھے مگر لڑکیوں کو شاپنگ سے کوئی چیز بھلا کب  
 تک روک سکتی ہے -

دونوں ٹی وی لاؤنچ میں داخل ہوئے تو رات کے نو ہو رہے تھے یہ دونوں شاپنگ کے لیے چار  
 بجے نکلے تھے اور پھر رات کا کھانا کھا کر ہی آئے تھے دونوں سحر کی گاڑی میں گئے تھے اس  
 لیے مول سحر کے ساتھ اندر آگئی اور ساتھ ہی گھر گاڑی بھیجنے کے لیے فون کر دیا دس منٹ  
 میں گاڑی آنے ہی والی تھی -

سحر اور مول اندر داخل ہوئے تو مہک نے ماما کہتے ہوئے مول کو اپنے نئے بازوؤں کے اشار  
 میں لے لیا - دوپل کو تو اسے یوں لگا جیسے کسی نئی دنیا نے اس کا استقبال کیا ہو جیسے ایک  
 نیا احساس جاگا ہو اس کی سانسیں رک گئی ہوں کسی نے روک دی ہوں - وہ بے یقینی کے  
 عالم میں اپنے سامنے بیٹھے اس گھر کے لوگوں کو دیکھا جو اس کو اسی حیرت اور شرمندگی سے

دیکھ رہے تھے۔ اس بچی کے معصوم ذہین میں یہ بات کیسے آئی کوئی نہیں جانتا تھا وہ جو ماں لفظ سے بھی انجان تھی ماں کے احساس سے ناواقف جس نے ہر احساس کو اپنے باپ کے روپ میں دیکھا تھا۔

مول کو سمجھ نہیں آرہی تھی کہ ان ہاتھوں کو کس طرح ہٹائے اور وہ ہٹا ہی کیسے سکتی ہے کیسے کسی کے جذبات کا مزاق بنا سکتی جیسا اس کا بنایا گیا تھا۔ کاشان آگے بڑھا اور مہک کا رخ اپنی طرف موڑتا ہوا اندر لے گیا مول سے دوپل وہاں کھڑا نہ رہا گیا اور وہ گھر سے باہر نکل آئی اور روڈ پر چلنے لگی اس کی گاڑی اب تک نہیں آئی تھی۔ مگر وہ تو جیسے کسی اور ہی دنیا میں چلی گئی ہو الفاظ کانوں میں گونج رہے تھے جملے تیز ہوا کی طرح کانوں میں گھس رہے تھے۔ آج مہک کا خوبصورت سا لفظ ماں کہنا اس کی سماعت پہ قدم رکھ رہا تھا۔ پھر کسی اندھیری رات سا چار سال پہلے کے وہ جملے آ جاتے۔ وہ جملہ جب اسے اس نے کہا تھا۔

مجھے نہیں ہے محبت تم سے محبت ایسے تھوڑے ہی ہو جاتی ہے۔

پھر محبت میں اس کا بھیکاری بن جانا اور اس کا اسے یوں جیسے ایک بھیکاری سے کہا جاتا ہے نہ۔

معاف کرو مجھے زندگی بخش دو میری۔ کہنا اور اسے کسی بے ضرر شہ کی طرح رد کر دینا۔ کاشان کے وہ جملے آج تک اس کی سماعتوں کا پیچھا کرتے ہیں کسی اندھیری رات کی طرح اسے اپنی لپیٹ میں لے لیتے ہیں۔ پھر کاشان کا اس کی زد میں اسی ماہ شادی کر لینا۔

مول سیکنڈ آئر کے پیپر دے کر سحر سے ڈسکس کر رہی تھی کہ سحر نے اسے بتایا کہ کاشان کی پرسو برتھ ڈے ہے۔ مول نے آج سے پہلے دو تین بار اس کی برتھ ڈے کا پتا لگانا چاہا مگر ناکام رہی اور پھر مول کو کیا سوچا کہ اس نے بیگ اٹھایا اور وہاں سے اٹھ کر چل پڑی سحر بھی اس کے پیچھے چلنے لگی۔

کیا ہوا ہے مول ایسے کیوں چل پڑی  
بس ناراض ہوں۔

کیوں ناراض ہو۔

تم نے مجھے برتھ ڈے پر نہیں بلایا۔

ارے یار بھائی کی برتھ ڈے ہے اور اگر میری ہوتی تو ضرور بلاتی۔

اچھا ویسے تو بڑی لگی رہتی یوہم بہنیں ہیں اور گھر کے ایونٹ تک میں تو بلاتی نہیں ہو مجھے۔

اچھا اتنی سی بات ہے تو پھر پرسوں اچھا ساتھ لے کر پہنچ جانا۔

ایسے کیسے اب اپنے منہ سے دعوت دلوا کر تو میں نہیں آرہی۔

ارے ناراض تو نہ ہو اب ہم میں یہ تکلف کہاں سے آگیا اب انسانوں کی طرح پہنچ جانا۔

اور پھر وہ رتھ ڈے کے لیے پہنچ گئی اور موقع دیکھتے ہی اس نے کاشان سے اپنے دل کی

تمام باتیں کر ڈالی مگر اس نے وہ کہا جو اس نے سوچا تک نہ تھا۔

مول تمارا دماغ اپنی جگہ پر ہی ہے کہ پاگل ہو گئی ہو۔

محبت کرتی ہوں آپ سے۔

مجھے نہیں ہے محبت تم سے محبت ایسے تھوڑے ہی ہو جاتی ہے -  
مگر مجھے تو ہے اور آج سے نہیں کب سے ہے -

معاف کرو مجھے زندگی بخش دو میری - اس نے ہاتھ جوڑتے ہوا کہا -  
ایسا تو نہ کہیں -

اور کیا کہوں تم سحر کی دوست نہ ہوتی تو بتاتا تمہیں کہ تمہاری میری نظر میں کیا حیثیت رہ گئی  
ہے کیسے تم ڈھٹائی سے محبت کا اظہار کر رہی یوں کوئی شرم ہے کہ نہیں -  
مول سے اپنی اور بے عزتی برداشت نہ ہو پائی - محبت میں انسان اپنی عزت نفس لگے کے  
آگے ہار دیتا ہے اور وہ پہلے ہی خود کو کافی گرا چکی تھی - وہ سحر کے گھر سے نکل گئی -  
اس کی سماعتوں میں آج بھی وہ الفاظ تازہ تھے اس نے کبھی ان الفاظ کو مرنے ہی نہ دیا تھا  
آخر محبوب کا دیا گیا پہلا تحفہ تھا ایسے کیسے مار دیتی ان الفاظ کو -

جب یہ الفاظ شدت میں کمی اختیار کرتے تو تین سال پہلے کے جملے شدت پکڑ لیتے -  
اس دن مہک کی پیدائش ہوئی تھی اور نورین کی ڈیٹھ -

مول نے ہمت کر کے کاشان سے تعزت کا سوچا اور اسے اکیلا کھڑا دیکھ کر اس سے مخاطب  
ہوئی -

بہت افسوس ہوا مجھے ان کی ڈیٹھ کا ابھی تو اتنا عرصہ بھی نہیں ہوا تھا آپ کی شادی کو اور یہ  
سب ہو گیا -



بڑی بات ہے قاتل بھی مقتول کی تعزت کرتے ہیں کوئی نیا فیشن آیا ہے بھی مجھے تو علم ہی نہیں تھا ویسے اس ملک میں تو کچھ بھی ممکن ہے تو قاتل کی اظہار تعزت معمولی سی ہی بات ہے - کاشان بڑے سرد سے لہجے می بولا -

جی !

ارے اب اتنی معصوم تو نہیں ہو تم - تمہاری ہی دعائیں ہیں کہ آج میری بیوی زندہ نہیں ہے میں یوں تنہا ہوں میری بیٹی بن ماں کے پلے گی -

مول سے کچھ بولا نہیں جا رہا تھا مگر اس نے ہمت کر کے الفاظ کو جوڑنا شروع کیا اور بولی - اگر میری دعاؤں میں اتنا اثر ہوتا تو یا تو نورین آپ کی بیوی نہ ہوتی یا میں آج زندہ نہ ہوتی - اس کے الفاظ ٹوٹے ہوئے تھے مگر انہوں نے سامنے والے کو بھی توڑ دیا تھا - وہ وہاں سے روتے ہوئے نکلی تھی اور آج پھر وہ الفاظ اس کا پیچھا کر رہے تھے اور شاید تاحیات کرتے رہیں -

وہ سڑک پر زیادہ نہ چلی تھی کہ پیچھے سے ایک گاڑی آئی جس میں اس کا ڈرائیور بیٹھا ہوا تھا اس نے گاڑی کا پچھلا دروازہ کھولا اور اندر بیٹھ گئی -

سحر مجھے تو اتنی شرمندگی ہو رہی ہے پتا نہیں مول کیا سوچ رہی ہو گی تم ایسا کرو کہ اس سے معذرت کر لو میں اب اس سے کیا بات کروں گی تم تو اس کی دوست ہو بات کر لو گی -

مہک نے بچپن میں پتا نہیں کیا کہہ دیا -

مول سحر کے گھر سے تقریباً دس منٹ پہلے ہی نکلی تھی اور کاشان اپنے کمرے میں موجود تھا اور مہک بھی اس کے ساتھ ہی تھی سحر فرقان اور فاطمہ ٹی وی لانچ میں موجود تھے۔ امی میں ایسی کوئی بات نہیں کرنے والی سحر نے ماں کی بات کے جواب میں کہا۔ مگر کیوں معذرت تو کرنی ہی پڑے گی نہ۔ نورین نے بیٹی کی بات پر حیرانی سے کہا۔ کیونکہ میں چاہتی ہوں میں مہک کے منہ سے نکلے ہوئے الفاظ سچ ہوں جائیں۔ فاطمہ اپنی بیٹی کی بات پر حیران تھی۔

امی یوں نہ دیکھے مجھے ایسی کوئی بات تو نہیں کی میں نے۔

یہ ممکن نہیں ہے۔ کاشان کبھی نہیں مانے گا۔

بھائی مان جائے گا آپ بات تو کر کے دیکھے۔ اس بار فرقان بولا۔

مگر اگر کاشان مان بھی گیا تو کیا، مول اور اس کی فیملی تو نہیں مانے گی، کاشان کی ایک بیٹی ہے وہ پہلے سے شادی شدہ ہے اور مول وہ، اس کی تو ابھی پڑھائی بھی مکمل نہیں ہوئی۔

امی اس کی فکر نہ کریں وہ سب میں دیکھ لوں گی۔ آپ بھائی سے بات کریں۔

کاشان مجھے تم سے بات کرنی ہے۔

سحر اور فرقان جلدی ناشتہ کر کے اٹھ کر جا چکے تھے اب کھانے کے میز پر صرف کاشان اور فاطمہ بیٹھے تھے۔

جی امی بولیں۔ کاشان نے کھانا کھاتے ہوئے کہا۔

تم مول سے شادی کر لو -

امی - مزاق کر رہی ہیں کیا -

نہیں میں سیرس ہوں -

مگر - کاشان بولنے ہی لگا تھا کہ ماں نے اسے روک دیا -

تمہیں نہ ہی کرنی ہو شادی مگر مہک کے لیے ہی کر لو اسے ماں کی ضرورت ہے

اور آپ کو لگتا ہے کہ مول مہک کے لیے ایک بہتر ماں ثابت ہو گی تو ٹھیک ہے آپ لے

جائیں رشتہ مگر مجھے پورا یقین ہے کہ وہاں سے انکار ہی ہو گا - کاشان یہ کہہ کر اٹھنے ہی لگا

تھا کہ فاطمہ نے اس سے کہا -

اور اگر ہاں ہو گئی تو کر لو گے شادی -

ہاں کر لوں گا - اور یہ کہہ کر وہ چلا گیا -

فاطمہ کو اتنی جلدی تھی کہ لگے ہی دن وہ ان کے گھر رشتہ لے کر پہنچ گئی اسے ڈر تھا کہ

کہیں کاشان پلٹ نہ جائے آخر تین سال بعد کسی طرح وہ کسی رشتہ پر راضی ہوا تھا -

مول کے گھر والوں نے وقت مانگا تھا اور سوچ کر جواب دینے کا کہا تھا -

مول تمہارا رشتہ آیا ہے -

جی معلوم ہے امی -

تو پھر یہ بھی معلوم ہو گا کہ کس کا آیا ہے -

جی مجھے معلوم ہے -

تمہیں زیادہ سوچنے کی ضرورت نہیں ہے میں تو انکار کرنے والی تھی یہ تو تمہارے ابو نے روک لیا ورنہ میں تو انکار کر دیتی -  
 امی آپ انہیں ہاں کہہ دیں -  
 مول یہ کیا کہہ رہی ہو -  
 امی میں بالکل سہی کہہ رہی ہوں -  
 مگر کیوں -

کیونکہ میں بے وفا نہیں کہلانا چاہتی کسی ایک کی محبت دل میں بسا کر کسی اور کو زندگی میں آنے کی اجازت نہیں دینا چاہتی - محبت اور شادی دونوں کسی ایک کے نام کرنا چاہتی ہوں امی یہ دونوں عہدے بڑے اہم ہوتے ہیں اور دونوں کسی دو لوگوں کے نام کرنے والا بے وفا ہوتا ہے اپنا بھی ، محبت کا بھی ، نکاح کا بھی اور ان عہدوں پر بیٹھے لوگوں کا بھی -  
 اس کی ماں خاموش ہو گئی اور کیا کہہ سکتی تھی یہاں خاموشی کے علاوہ کچھ بچا ہی کہاں تھا -  
 رشتے کے لیے ہاں کر دیا گیا اور ایک ماہ بعد کی تاریخ رکھی گئی تھی - فاطمہ ارسلان کی تو یہی خواہش تھی کہ جلدی شادی کر دی جائے مگر لڑکی والوں کے گھر کی پہلی شادی تھی وہ دھوم دھام سے کرنا چاہتے تھے -

مول کی یونیورسٹی بھی شروع ہو چکی تھی اور آج بھی وہ یونیورسٹی ہی آئی ہوئی تھی کہ چھٹی کے وقت اسے کال آئی کہ آج ڈرائیور چھٹی پر چلا گیا ہے اس کی بیوی کی طبیعت خراب ہو گئی تھی -

سحر یار اب تو کیب میں ہی جانا پڑے گا۔

ارے ایسے کیسے بھابی جی آپ کے ہونے والے مجاذی خدا ہیں نہ کتنا برا لگے گا انہیں کہ ان کی ہونے والی بیوی انہیں چھوڑ کر ایک کیب ڈرائیور کے ساتھ لانگ ڈرائیو پر جانا پسند کر رہی ہے۔

نہیں سحر میں چلی جاؤ گی۔

چلی جانا چلی جانا پہلے سامنے تو دیکھیں۔

سامنے کاشان کی گاڑی آگئی تھی۔ سحر گھسیٹتی ہوئی مول کو اپنے ساتھ لے گئی اور اسے گاڑی کا اگلا دروازہ کھول کر بیٹھا دیا۔

بھائی وہ بھابی کی گاڑی نہیں آئی۔

کاشان نے سمجھنے کے انداز میں سر ہلا دیا۔ اور گاڑی چلا دی۔

مول کی کل زندگی اس کی ساتھ کی نشست پر موجود تھی۔ مول کا دل چاہا وہ اسے دیکھ لے مگر نہ پلکیں یہ وزن سہہ سکی نہ وہ اتنی ہمت لا سکی۔ اور پورا راستہ خاموش بیٹھی رہی مگر کوئی اسے بڑے غور سے دیکھ رہا تھا وقفہ وقفہ سے کسی کی نظریں اس پر ٹھہر رہی تھیں۔ شاید وہ بغور کچھ جاننا چاہ رہے ہو۔

اور آخر ایک ماہ کا عرصہ گزر گیا اور وہ دن آ ہی گیا جس کا مول کو انتظار تھا۔ بارات کا بڑی اچھی طرح استقبال کیا گیا۔

عاصم اور شہزاد نے لڑکی والوں کی طرف سے شرکت کی تھی اس کی بڑی وجہ یہ بھی تھی کہ مول کا کوئی بھائی نہیں تھا ایک چھوٹی بہن تھی جو اس سے ایک سال چھوٹی تھی اور شادی میں مدد کے لیے وہ یہاں موجود تھے اور اصل بات بھی یہی ہے کہ شادی کے تمام انتظامات انہوں نے سنبھال رکھے تھے۔ بارات کا استقبال بھی انہوں نے قاصم صاحب جو مول کے والد تھے ان کے ساتھ کیا۔ بارات کا استقبال پھولوں کے ہار اور پھولوں کی پتیوں سے کیا گیا۔

کاشان نے بلیک رنگ کی شیروانی زیب تن کر رکھی تھی۔ سحر نے ایک کادار سرخ رنگ کی فراق پہن رکھی رکھی تھی۔

کاشان سٹیج پر بیٹھا ہوا تھا کہ دلہن کو لایا گیا ان کا نکاح کل مہندی کی رسم کے ساتھ ہی کر دیا گیا تھا آج صرف رخصتی تھی۔ مول آج اپنے نام کی طرح خوبصورت لگ رہی تھی اس نے لال رنگ کا لہنگا پہن رکھا تھا کاشان کو یوں لگا جیسے اس کے ساتھ کوئی حور آ بیٹھی ہو۔

سحر بہت پیاری لگ رہی ہو عاصم نے سحر کو compliment دیتے ہوئے کہا۔ کیوں کاشان سہی کہہ رہا ہوں۔

ہاں ایک دلہن لگ رہی ہو اتنی پیاری لگ رہی ہو کہ کوئی بھی تم سے شادی کے لیے تیار ہو جائے۔ کاشان کوئی طنز نہیں کر رہا تھا نہ ہی کوئی مبالغہ۔ یہ تو دل کی باتیں تھی جو زبان پر آ رہی تھی۔

واہ کیا تاریف کی ہے۔ عاصم نے طنز بولا۔

نہیں میرا مطلب تھا اچھی لگ رہی ہے ۔

سحر ان دونوں کو یوں باتیں کرتا چھوڑ کر فرقان کی طرف چلی گئی ۔

ہاں بھائی کن خیالوں میں کھوئے ہوئے ہیں ۔

بس سوچ رہا ہوں کہ بھابی کتنی پیاری لگ رہی ہیں ۔

تو ۔ سحر نے حیرت سے اسے دیکھا

تو یہ کہ کیوں نہ میں بھابی کو آدھی گھر والی بنا لو اب کوئی غیر بھابی کو آدھی گھر والی سمجھتا

پھرے بھلا ہماری غیرت گوارا دے گی ۔ فرقان نے انتہائی سیریس لہجے میں کہا

بھائی شرم کریں ہماری بھابی ہیں وہ اور آپ ان کے بارے میں ----- سحر کہتے کہتے رک گئی پہلے تو اسے سمجھ نہیں آیا تھا اور اب جب آیا تو ہنس پڑی ۔

رخصتی رات ۱۱ بجے کر دی گئی چونکہ شادی ہوٹل میں رکھی گئی تھی تو گھر پہنچتے پہنچتے ساڑھے ۱۱

ہو چکے تھے ۔ پھر رسمیں کرتے کرتے ساڑھے ۱۲ ہو گئے ۔ اور پھر اسے کاشان کے کمرے

میں بیٹھا دیا گیا کمرہ بہت خوبصورت سجا ہوا تھا وہ دو بجے تک کمرے کے دروازے پہ دیکھتی رہی

اور پھر اس کی آنکھ لگ گئی کاشان کمرے میں تین بجے آیا تو دیکھا کہ وہ گٹنوں ہر سر رکھے سو

رہی تھی اور وہ بھی یہی چاہتا تھا اس نے مول کو سیدھا لیٹایا اور اس پر کامل اوڑھ دیا ۔ اور خود

واشروم چلا گیا کپڑے بدلنے کے لیے ۔

صبح ۸ بجے ان کے کمرے کا دروازہ کھٹکھٹایا کاشان نے دروازہ کھولا آواز سے مول کی بھی آنکھ

کھل گئی ۔ بھائی بھابی آپ دونو جلدی سے باہر آ جائیں ناشتہ آیا ہے بھابی کے گھر سے ۔



اچھا ہم آرہے ہیں تم جاؤ۔

جلدی آجانا ورنہ کھانا ٹھنڈا ہو جائے گا اور مجھ سے تو بالکل انتظار نہیں ہو رہا۔ سحر نے کاشان کو مخاطب کیا

اچھا اچھا جاؤ ہم آرہے ہیں۔ کاشان نے بس اتنا ہی کہا۔

آج ولیمہ تھا اور ولیمہ دن دو بجے منعقد کیا گیا تھا۔ مول نے کوپر کلر کی میکسی پہن رکھی تھی اور کاشان نے تھری پیس پہن رکھا تھا۔ دونوں کی جوڑی بہت اچھی اور ideal لگ رہی تھی مگر شادی شدہ جوڑے کی یہ ideal لگنے والی جوڑی اتنی ہی ٹوٹی اور بے جوڑ بن چکی تھی۔ سحر نے ولیمہ کے لیے بلیک ساڑھی پہن رکھی تھی، آج عاصم اور شہزاد نہیں موجود تھے وجہ یونیورسٹی میں ہونے والی مصروفیات تھی سحر کو بھی یونی میں کام تھا مگر اس نے سوچا کہ عاصم سے کام لے لے گی ویسے تو عاصم کو کوئی دلچسپی نہیں تھی ان کاموں میں مگر سحر کے کافی اصرار پر اس نے ہامی بھری تھی۔

ارہم ذرا بات سننا۔ سحر نے مول کی بہن کو مخاطب کیا۔

ہاں بولو۔

یار وہ باہر گاڑی میں کچھ سامان رکھا ہے وہ لے آؤ مجھے کوئی دوسرا کام ہے ورنہ میں خود لے آتی

وہ سامان لانا بھی ضروری ہے۔

اچھا اچھا میں لے آتی ہوں اتنی explanation کی ضرورت نہیں ہے - کون سی گاڑی میں ہے -

فرقان بھائی کی گاڑی ہے بلیک کلر کی ، بھائی گاڑی میں ہی ہوں گے ابھی لائے ہے - سحر نے جلفی جلدی بولا -

اچھا - وہ بولتے ہوئے باہر پارکنگ کی طرف چلی گئی -

\*\*\*\*\*

وہ سامان دے دیں مجھے سحر نے بھیجا ہے - ارہم نے آتے ہی فرقان سے کہا

کوئی سامان نہیں ہے - فرقان نے بڑے آرام سے کہا -

کیا مطلب - ارہم نے بڑے آرام سے کہا -

مطلب یہ کہ مجھے آپ سے بات کرنے تھی - سوری آپ کو دھوکہ سے بولایا -

میں بھی کتنی بے وقوف ہوں اتنی آسانی سے بے وقوف بن گئی بھلا ولیمہ والے دن کون سا

سامان لانا ہو گا - ارہم قدرے غصے سے بولا -

نہیں میں معافی چاہتا ہوں -

آپ کو جو بات کرنی ہے کریں ورنہ میں اندر جا رہی ہوں -

جی مجھے آپ سے پوچھنا تھا کہ - وہ - مجھے لفظ نہیں بنانے آتے سیدھی بات کرتا ہوں - مجھے

آپ سے محبت ہو گئی کیا آپ کسی کو پسند تو نہیں کرتی - میں آپ سے شادی کرنا چاہتا ہوں

- وہ لفظ توڑ توڑ کر بول رہا تھا -

مجھے آپ سے شادی نہیں کرنی - ارہم نے سرد لہجے میں کہا -  
کیا میں وجہ جان سکتا ہوں -

نہیں - میں بتانا ضروری نہیں سمجھتی - وہ سخت لہجے میں بولتی ہوئی ہوٹل میں چلی گئی -  
تم نے سہی نہیں کیا - ارہم راستے میں سحر کو غصہ میں بولتے ہوئے آگے نکل گئی -

\*\*\*\*\*

فرقان مجھے تم سے بات کرنی ہے -

جی بھابی کیسے - فرقان کو کچھ کچھ تو اندازہ ہو گیا تھا کہ آخر وہ کیا بات کرنا چاہ رہی ہیں -  
تم نے ارہم سے جو کہا ہے کیا وہ سچ ہے - مول نے سوالیہ نظروں سے کہا -

اس سے کیا فرق پڑتا ہے بھابی اگر اس نے آپ کو یہ بتایا ہے تو وہ بھی بتایا ہو گا جو اس نے  
کہا ہے -

اس نے مجھے سب بتایا ہے اب تم بتاؤ کیا تم سیریس ہو کہ نہیں -  
میں تو سر سے پاؤں تک سیریس ہوں پر مجھ بچارے کے سیریس ہونے سے کیا ہوتا ہے -  
اس سے بہت کچھ ہوتا ہے -

کیا مطلب ! فرقان نے حیرت سے اسے دیکھا تھا -

مطلب کہ تم امی سے بات کر لو باقی میرے پر چھوڑ دو -

مگر میں اس کی مرضی سے اس سے شادی کرنا چاہتا ہوں ناکہ کسی دباؤ میں ڈال کر - فرقان  
نے سیریس انداز میں مول کو دیکھتے ہوئے اس سے کہا

اس کی تو جہاں بھی شادی کی جائے گی زبردستی ہی کی جائے گی۔

کیا مطلب کیا وہ کسی کو پسند کرتی ہے۔ فرقان نے بے چین نظروں سے سوال کیا تھا جس کا جواب اسے چاہیے تھا۔

ہاں بہت محبت کرتی ہے وہ۔

کس سے۔ اس کی نظروں میں دکھ اور بے چینی ایک ساتھ تھی۔

اپنے ماں باپ سے۔ مول نے بڑے تحمل سے جواب دیا تھا۔

کیا مطلب آپ کا میں سمجھا نہیں۔

مطلب یہ کہ ارہم میری سگی بہن نہیں ہے وہ میرے پاپا کو ملی تھی وہ اپنے گھر کا راستہ بھول گئی تھی اس وقت وہ کافی چھوٹی تھی پاپا نے پولیس میں کمپلین لکھائی تھی مگر کچھ پتا نہیں چلا اور پھر ہمیں اس سے محبت بھی اتنی ہو گئی تھی تو پاپا نے اسے اڈاپٹ کر لیا۔ اور ویسے بھی ماما دوبارہ ماں نہیں بن سکتی تھی اور اب جب پاپا کو کینسر ہے ڈاکٹر نے صاف جواب دے دیا ہے تو اب ارہم شادی ہی نہیں کرنا چاہتی مجھ سے زیادہ وہ ان سے پیار کرتی ہے اور ماما پاپا بھی اس سے بہت پیار کرتے ہیں ہمارے گھر کی لاڈلی ہے وہ مگر پاپا اس کی شادی جلد سے جلد کرنا چاہتے ہیں۔

وہ کچھ لمبے رکی اور لہجہ بھر آیا اور کہنے لگی۔ پاپا کے پاس زیادہ وقت نہیں ہے یہ ہم بھی جانتے ہیں وہ بہت بیمار ہیں مگر ظاہر نہیں کرتے اور آج کل وہ ہم دونوں کا ہی رشتہ دیکھ رہے تھے

وہ تو میرا رشتہ تمہارے بھائی سے طہ ہو گیا ورنہ وہ ہماری شادی اکٹھی کرنا چاہتے تھے اور اب ان کی خواہش ہے کہ کم از کم ارہم کا نکاح کر دیا جائے۔

بھابی میں اس سے ملنا چاہتا ہوں۔

ٹھیک ہے میں تمہاری ملاقات کروا دوں گی۔

آج مول یونیورسٹی نہیں آئی تھی، مگر سحر ولیمے کے لگے ہی دن یونیورسٹی آگئی تھی کیونکہ وہ نہیں چاہتی تھی کہ اس کی پڑھائی میں کوئی بھی حرج ہو مگر مول کے لیے یوں شادی سے لگے ہی دن یونیورسٹی آنا زرا مشکل تھا تو اس نے سوچا کہ وہ ایک ہفتہ ٹھہر کر جائے گی۔

عاصم سحر اور کاشان لاوئن میں بیٹھے تھے کہ عاصم نے عجیب سوال کیا۔

یار تم دونوں کو محبت ہوئی ہے کبھی۔

دونوں کے منہ سے ایک ساتھ ہاں نکلا تھا۔

اچھا زرا بتاؤ یہ محبت ہوتی کیسی ہے کیسی دکھتی ہے۔ مجھے کیوں نہیں ہوتی یہ محبت۔

محبت ! اہ محبت۔ میرے لیے محبت جادو ہے ایک جادو، ایک کیفیت جو نئی دنیا میں لے

جائے نت نئے سفر کروائے نئی کیفیت جگائے محبت تو ایک سحر انگیزی ہے جو اپنے جادو میں

انسان کو ڈبو دے۔ وہ اپنی دھن میں بول رہا تھا۔

مگر سحر تو بس سحر انگیزی پر رک سی گئی تھی اس کے لیے تو وہی دنیا تھی بس۔ کیا وہ یہ کہہ

رہا ہے کہ اس کے لیے میں محبت ہوں۔

ہاں بولیں میں سن رہی ہوں -

تم میری بات دہان سے سنو یہ کھیلنا بند کرو کھانے کے ساتھ -

ہاں بولیں - اس نے چاول کی پلیٹ میں چلاتے ہاتھ روکتے ہوئے کہا -

تم مجھ سے شادی کر لو -

ارہم کچھ بولنے لگتی ہے کہ فرقان اسے روک دیتا ہے -

مجھے معلوم ہے کہ تم کیا کہنے لگی ہو مگر میری بات کان کھول کر سن لو شادی تو میں تم سے

ہی کروں گا اور رہی بات تمہاری تو تمہارے جو بھی خدشہ ہیں انہیں بھول جاؤ انکل انٹی شادی

کے بعد ہمارے ساتھ رہیں گے -

مگر آپ کی فیملی کو اعتراض نہ ہو -

کس کو اعتراض ہو گا امی اور کاشان بھائی سے میں نے بات کر لی ہے اور رہی بات بھابی کی

تو مجھے نہیں لگتا کہ انہیں اعتراض ہو گا اور سحر کی تو ویسے سال دو میں شادی ہو جانی ہے اور

رہی بات میری ہونے والی بیوی کی تو اس کو تو میں سیدھا کر لوں گا اگر اس نے ہمت بھی کی

اعتراض اٹھانے کی - آخری بات اس نے کچھ شرارت کی تھی -

ارہم نے ہلکی سی مسکراہٹ دی تھی جو اس کی ہامی ظاہر کر رہی تھی -

آج ان کی شادی کو پورا ایک ماہ ہو گیا تھا اور مول نے تو شادی کے ایک ہفتے بعد ہی یونی

جوائن کر لی تھی - اور ان کے مڈ ٹرم شروع ہونے والے تھے اور آج سحر اور مول دونوں سحر

کے کمرے میں بیٹھے تیاری کر رہے تھے ان دونوں کے سبکٹ ڈیفرنٹ تھے مگر مول اپنے

کمرے میں تیاری نہیں کر، سکتی تھی کیونکہ کچھ وقت میں کاشان آنے والا تھا اور اس طرح اس کی نیند میں خلل پیدا ہوتا جو وہ ہر گز نہیں چاہتی تھی۔  
وہ دونوں بیٹھے تیاری کر رہے تھے کہ موبائل پر کسی کی کال آئی تھی موبائل پر ابھرنے والا نام عاصم کا تھا۔

سحر نے فون اٹھاتے ہی غصے میں بولا۔ یار بندہ خود نہ پڑھتا ہو تو لگے کو ہی پڑھ لینے دینا چاہیے۔

ارے تمہیں پڑھائی کی پڑی ہے یہاں وقت بدل گیا حالات بدل گئے۔

اچھا زیادہ بڑھا چڑھا کر بتانے کی ضرورت نہیں ہے سیدھا مدعے پر آؤ ورنہ فون کاٹتے ہوئے ایک منٹ نہیں لگاؤ گی۔

اگلی بات جو عاصم کی طرف سے کی گئی تھی اس نے اس کی سائنسیں روک لی اسے لگا کوئی بڑی بے دردی سے اس کی سائنسیں چھین رہا ہو اسے اپنا آپ کہیں ڈوبتا محسوس ہوا تھا اسے لگا کہ واقعی سب ختم ہونے والا ہے اس کی ساری خوشیاں اب فنا ہو جانے والی ہے۔

اور اس کے ہاتھ سے موبائل گر گیا اور خود بھی تو گر ہی چکی تھی کسی گہری کھائی میں وہ عاصم سے تصدیق کر رہی تھی اور وہ بڑے آرام سے جواب دے رہا تھا اور پھر وہ بے ہوش ہو گئی۔



سحر نے فون اٹھاتے ہی غصے میں بولا - یار بندہ خود نہ پرہتا ہو تو لگے کو ہی پڑھ لینے دینا چاہیے

- ارے تمہیں پڑھائی کی پڑی ہے یہاں وقت بدل گیا حالات بدل گئے -

اچھا زیادہ بڑھا چڑھا کر بتانے کی ضرورت نہیں ہے سیدھا مدع، پر آؤ ورنہ فون کاٹتے ہوئے ایک منٹ نہیں لگاؤ گی -

اگلی بات جو عاصم کی طرف سے کی گئی تھی اس نے اس کی سائنسیں روک لی اسے لگا کوئی بڑی بے دردی سے اس کی سائنسیں چھین رہا ہو اسے اپنا آپ کہیں ڈوبتا محسوس ہوا تھا اسے لگا کہ واقعی سب ختم ہونے والا ہے اس کی ساری خوشیاں اب فنا ہو جانے والی ہے -

سحر شہزل کی شادی ہو گئی ہے -

کب؟ اس نے بے یقینی کے عالم میں پوچھا -

یار یہ تو پتا نہیں چلا مگر کہا جا رہا ہے کہ دو ماہ ہو گئے ہیں ان کے نکاح کو مگر نیوز ابھی آرہی ہے -

نیوز؟ اس نے بڑی مشکل سے یہ ایک لفظ بولا تھا -

ہاں نہ اس کی کزن نہیں ہے شوبز میں اکرلیس حیا صدیقی اس سے ہوا ہے نکاح خوفیا نکاح کر رکھا تھا جناب نے دیکھو تو ہمیں تک خبر نہیں ہونے دی -

کوئی جھوٹی خبر ہو گی ورنہ وہ ہم سے شئیر تو ضرور کرتا -

کوئی جھوٹی خبر نہیں ہے تصویریں آ رہیں ہیں دونو کی ساتھ اور تو اور میری اس چھپے رستم سے بات بھی ہوئی ہے اس نے خود کنفرم کیا ہے۔ عاصم نے بڑے وسوک سے بولا۔ اور بس یہ بولنے کی ہی دیر تھی کہ اسے لگا اس کی دنیا میں طوفان آ گیا ہے جو سب کچھ اڑا کر لے جائے گا اس کے کانو میں شزل کی آواز سانپ بن لے ڈس رہی تھی اس کی گئی تاریفیں اس کے کئے گئے وعدہ سب پھندے سی محسوس ہو رہی تھی۔ اور پھر وہ بے ہوش ہو گئی۔ ڈاکٹر کو بلایا گیا ڈاکٹر نے آکر اسے کچھ میڈیسن دے دی اور اس کی وجہ کوئی ذہنی تناؤ بتائی اور اس کو مکمل آرام کے لیے گیا۔

رات ایک بجے کاشان جب کمرے میں داخل ہوا تو کمرہ خالی تھا مول کمرے میں موجود نہیں تھی۔ پتا نہیں رات کے اس وقت وہ کہاں گئی۔ وہ سوچ رہا تھا کہ وہ کہاں ہو سکتی ہے۔ شاہد اپنی امی کے گھر مگر وہ وہاں تو اسے بتا کر جاتی ہے تو پھر کہاں ہو گی۔ اس نے سوچا کہ باہر جا کر امی سے پوچھ لے مگر پھر یہ سوچ کر کہ وہ کیا سوچیں گی کہ بیوی کی اتنی یاد آ رہی ہے کہ صبح تک کا انتظار تک نہ ہو سکا۔ اس نے صبح پوچھنے کا فیصلہ کیا اور خود سونے کے لیے لیٹ گیا مگر نیند نہ آئی اور آج اسے بڑی شدت سے احساس ہوا کہ ان دونو میں کچھ خاص بات نہ ہوتی تھی مگر وہ اس کی موجودگی کا عادی ہو چکا تھا۔

آج کاشان کی لیٹ شیفت تھی اور یہی وجہ تھی کہ اسے سحر کی طبیعت کا معلوم نہ ہو سکا تھا۔

مول رات سحر کے ساتھ ہی ٹھر گئی کیونکہ وہ نہیں جانتی تھی کہ صبح اٹھتے ہی اس کا کیا ردِ عمل ہو گا اور وہ کس طرح ریکٹ کرے گی اس لیے اس نے سوچا کہ صبح اٹھ کر سب سے پہلے وہ سحر سے بات کرے گی اور اسے سمجھائے گی۔

مول اپنا اور سحر کا ناشتہ کمرے میں لے آئی۔ کمرے میں داخل ہوتے ہی اس نے سحر کو بستر پر بیٹھا پایا۔

کھانے کی میز پر کاشان فرکان اور فاطمہ بیٹھے کھانا کھا رہے تھے اور کاشان کی نظریں مسلسل کسی کو ڈھونڈ رہی تھی اس کی نظروں کے تاکب کو سمجھتے ہوئے فاطمہ ارسلان بولی۔

کاشان مول کو ڈھونڈ رہے ہو۔

وہ ابھی پوچھنے ہی والا تھا مگر اس سے پہلے ہی اس سے سوال کر لیا گیا۔

نہیں وہ میں تو بس ایسے ہی۔ اب ماں کے اس سوال پر کیا کہتا کہ اپنی بیوی کو ڈھونڈ رہا ہے جس کی اسے بے انتہا یاد آرہی ہے۔

وہ مول سحر کے ساتھ ہے رات بھی اسی کے ساتھ تھی اور ابھی اس کے لیے کھانا لے کر گئی ہے۔

کیوں کیا ہوا سحر کو۔

بس کل بے ہوش ہو گئی تھی۔

کیوں کیسے اور اپ نے مجھے کیوں نہیں بتایا۔ میں ابھی اسے دیکھ کر آتا ہوں۔

نہیں تم نہ جانا ابھی مول ہے اس کے ساتھ وہ اسے سنبھال لے گی اور تمہارا فون بند تھا رات کو اور پھر رات کو تم لیٹ آئے تھے اسی لیے نہیں بتا پائی -  
 کاشان سیٹ سے اٹھتے اٹھتے دوبارہ بیٹھ گیا -

آپ نے مجھ سے دو ماہ پہلے یہ کیوں کہا تھا کہ میں اسے پروپوز کر دو - سحر بڑے صاف سے لہجے میں بولی تھی -

میں نے تو بس ایسے ہی کہا تھا مجھے جو بہتر لگا میں نے وہ کہہ دیا -

اپ نے ایسے ہی نہیں کہا تھا آپ وہ ایسے کہہ ہی نہیں سکتی تھی جب کہ آپ کو اپ کے اظہارِ محبت پر انکار ملا تھا تو آپ وہی مشورہ کسی اور کو کیسے دے سکتی تھی میں نہیں مانتی -  
 مجھے صرف سچ جاننا ہے - سحر ابھی بھی اسی لہجے میں بات کر رہی تھی جس میں نہ کوئی شکوہ تھا نہ کوئی درد نہ آنسو تھے نہ ہی کوئی دکھ -

مجھے میری ایک کزن نے یہ بات دو ماہ کہی تھی کہ تمہارے دوست کی اس کی کزن ایکس سے شادی ہو گئی ہے اسے اس وقت خود بھی کنفرم نہیں تھا وہ تو خود مجھ سے جاننے کی کوشش کر رہی تھی کہ آیا اس بات میں کتنی سچائی ہے میری کزن شوبرز ریپوننگ میگزین میں کام کرتی ہے -

آپ نے مجھے سچ کیوں نہیں بتایا پھر -

مجھے خود اس وقت کنفرم نہیں تھا اور پھر میری اور تمہارے بھائی کی شادی ہو گئی -  
 ہم - اس نے کہتے ہوئے چہرہ نیچے گرا دیا -

سحر بھول جاؤ اسے اور زندگی نئے سرے سے شروع کرو۔  
 کسی کو بھولنا آسان نہیں ہوتا اور یہ آپ سے بہتر کون جانتا ہے۔  
 مول خاموش ہو گئی۔

مگر ہاں بھابی میں اس کو اس کے لیے تو شاید معاف کر دوں مگر جو اس نے خود کے ساتھ کیا اس کے لیے معاف نہیں کروں گی۔

مول اس کی بات نہیں سمجھ پائی تھی مگر وہ کچھ بول نہیں پائی اور نہ ہی بولنا چاہتی تھی۔

ویسے بھابی کتنا مزہ آئے نہ اگر آج میں اسے پروپوز کروں۔ سحر نے ہنستے ہوئے بیگ اٹھاتے ہوئے کہا مول تیار ہو گئی تھی اور وہ سحر کو بلانے آئی تھی یونیورسٹی کے لیے۔

ہاں اور اتنا ہی مزہ آئے جب آگے سے وہ جناب انکار کر دیے اور کہیں بی بی معاف کرو شادی شدہ بندے کو۔ مول نے اسی لہجے میں جواب دیا۔

نہ نہ بھابی اقرار نہیں تو انکار بھی نہیں کر سکتا اتنا تو جانتی ہوں اسے۔

اچھا جلدی کرو تمہارا بھائی انتظار کر رہا ہو گا، چلو۔ مول کچھ کہہ کر اس کا دل نہیں توڑنا چاہتی تھی۔

آج شہنل کی شادی کی خبر میڈیا میں آئے تیسرا دن تھا اور ان کی یونیورسٹی کے مڈز کا پہلا پیپر، پیپرز کی وجہ سے تو چہل پہل تھی ہی مگر اصل مزہ تو لوگوں کو شہنل کو موضوع گفتگو بنانے میں آ رہا تھا، کچھ تو مبارک باد دے رہے تھے اور کچھ طنز کے تیر چلا رہے تھے اور وہ جو مبارک باد دے رہے تھے وہ بھی طنز ہی کر رہے تھے ہر ایک کا زخمی کرنے کا انداز مختلف ہوتا ہے

کوئی سیدھا حملہ کرتا ہے اور کوئی زبان کی مٹھاس سے اپنی کڑواہٹ لگے کے دل میں اتارتا ہے اور اصل تکلیف میں یہی دیتے ہیں اور شہزل کو یہ تکلیف برداشت کرنی تھی کیونکہ وہ جو اس کے سامنے چلتی ہے آرہی ہے وہ کیا کرنے والی ہے اس کا اسے کوئی انڈیا نہیں تھا جوں جوں سحر کے قدم اپنی طرف بڑھتے دیکھ رہا تھا اس کی سانسیں بے چین ہو رہی تھی دماغ کئی سوال اور خدشوں سے بھرا ہوا تھا اگر اس نے آکر سیدھی پوچھ لیا تو وہ کیا جواب دے گا۔ مگر اپنے اندر کے حالات کو اس نے باہر نہیں آنے دیا اور نہ ہی وہ آنے دے سکتا تھا۔

مول اور سحر یونیورسٹی پہنچے تو سحر کی نظریں صرف اسی کی تلاش میں تھی اور آخر وہ اسے کوریڈور میں عاصم کے ساتھ کھڑا نظر آ ہی گیا۔ اس نے اپنے قدم اس کی طرف بڑھا دیے ہر بڑھتے قدم کے اس کی دل کی دھڑکنیں بے ریت ہو رہی تھی، کہیں غصہ کہیں محبت کہیں افسوس دل کئی طرح کے جذبات سے لدا ہوا تھا دراصل جزیبہ سے وایک ہی تھا محبت کا باقی تو سانوی تھے۔ کچھ لمحوں میں وہ ان کے سامنے کھڑی تھی اسے لگا شاید وہ اب رو دے یا پھٹ پڑے مگر اس نے اپنے سارے جذبات کو قابو میں رکھتے ہوئے چہرے پر ایک دلکش مسکراہٹ لاتے ہوئے اس سے مخاطب ہوئی۔

ہاں بھئی دلہے صاحب شادی مبارک ہو تو پھر کیسی جا رہی ہے آپ کی ازواجی زندگی، خیر اب تو اس کو بھی دو ماہ ہو گئے ہیں وہ الگ بات ہے ہمیں اب پتا چل رہا ہے تو ہم تو اب ہی مبارک باد دیں گے نہ۔ سحر نے آتے ہی اپنے اندر کی کڑواہٹ شہزل کے اندر اپنیے میٹھے انداز کے ساتھ انڈیلنا شروع کر دی اور یہ کڑواہٹ صرف شہزل ہی محسوس کر سکتا تھا کیونکہ یہ

خاص اس کے لیں تھی جس طرح محبت بھری نظریں ہوتی ہیں نہ جس کے لیے ہوتی ہیں بس اسی کے لیے ہوتی ہیں کسی اور کی سمجھ میں نہیں آتی بس ویسے ہی ہوتی ہیں یہ باتیں -  
 خیر مبارک - شہزل نے اسی تحمل سے بولا تو عاصم نے اس کی بات کاٹتے ہوئے کہا  
 واہ خیر مبارک کے بچے وہ طنز کر رہی ہے -

نہ نہ عاصم میں کوئی طنز نہیں کر رہی میں کیسے طنز کر سکتی ہوں بھی اتنی بڑی ایکٹرس کیا نام  
 تھا۔۔۔۔

حیا صدیقی - شہزل نے لقمہ دیا

ہاں ہاں وہی (سحر کا دل تک نہیں چاہ رہا تھا اس کا نام تک لینے کا) اتنی بڑی ایکٹرس کے  
 شوہر کے طنز ماروں گی بھلا -

شہزل اس کی بات پر ہنس پڑا بات تھی ہی کڑوی جسے نگلنے کے لیے ہنسنہ ضروری ہو گیا تھا -  
 ویسے تمہیں یہ سہی غصہ ہونا چاہئے نہ شہزل پر - عاصم نے ایک بے ریت سا جملہ بولا -  
 وہ کیوں - اب کی بار مول بولی تھی اسے حیرت ہوئی تھی عاصم کی اس بات پر -

بھئی وجہ تو صاف ہے دونوں اتنے اچھے دوست ہیں اور اپنے اتنے اچھے دوست کی شادی پر نہ  
 جانے پر غصہ تو ہو گی ہی نہ اور پھر شہزل نے ہی کہات کہ کسی کے بغیر بھی شادی ہو سکتی  
 ہے مگر سحر کے بغیر نہیں جب تک سحر نہیں ہو گی وہ مولوی صاحب کو ہاں ہی نہیں کرے  
 گا - عاصم نے کافی عرصے پہلے کی گئی شہزل کی ہنسی مذاق میں کی گئی بات کا ذکر کیا -



اب اتنے بھی اچھے دوست نہیں کہ مجھے غصہ ہی آجائے اور رہی بات شہزل کا شادی کرنا نہ کرنا تو بھی اس نے سس بچاری محبوبہ کا نہ سوچا تو ہمارا کیا سوچتا۔ سحر نے شہزل کی محبوبہ کا طنز کرتے ہوئے کہا جو ایک وقت میں کافی مشہور ہوئی تھی۔

ارے نہ کرو یاں کیا پتا یہ محبوبہ وہی ہو جس سے اس کی شادی ہوئی ہے بس یہ ہم سے چھپا رہا ہے۔ عاصم نے ہنستے ہوئے شہزل کو دیکھتے ہوئے کہا۔  
یہ وہ نہیں ہے۔ شہزل کے منہ سے بے اختیار نکلا تھا۔

اچھا جناب تو آپ کو معلوم ہے وہ کون ہے۔ عاصم نے بڑے سادہ سے لہجے میں کہا  
شہزل کچھ نہ بولا بس کسی گہری سوچ میں ہی رہا۔

ویسے ایک بات کا غصہ ہے مجھے۔ سحر نے نظریں شہزل کے چہرے پر جماتے ہوئے کہا۔  
شہزل اپنی سوچ سے بے دار ہوتے ہوئے بولا۔ کس بات کا۔

ارے یہی کہ تم نے میرا دن لے لیا۔ اب تمہاری شادی ہو گئی ہے اب مجھے کچھ وقت اور انتظار کرنا پڑے گا

مطلب !

مطلب بھی سمجھ آجائے گا اتنا تو تنگ کروں گی جتنا تم نے مجھے کیا ہے۔  
شہزل بے چین ہو گیا کہ آخر ایسی کون سی بات ہو سکتی ہے۔  
اچھا چھوڑو اپنی شادی کی تصویریں ہی دیکھا دو۔

رہنے دو سحر اس کے پاس کوئی تصویریں نہی ہیں پورا موبائل چھان چکا ہوں میں مگر نہیں ملی مجھے۔

کوئی بات نہیں ہم لاؤ دیکھ لیں گے اس شاندار جوڑے کو۔

شہزاد نے اپنا رخ اس کی طرف کرتے ہوئے دیکھا۔

پرسوں ہم تینوں کی طرف سے دُزر کی دعوت ہے تم دونوں کے لیے۔

اور وہ جو جن دونوں کی بات کر رہی تھی وہ اسے ہی دیکھ رہے تھے کہ ان سے پوچھ تو لیتی مگر وہ کچھ پوچھ کر کرنے والوں میں سے نہیں تھی۔

مول اور سحر دونوں یونیورسٹی سے ابھی ہی آئے تھے اور بس ایسے ہی، ٹی وی لائچ میں بیٹھ گئے گھر میں کوئی بھی نہیں تھا

سحر تم نے انہیں دعوت کیوں دی ہے۔

کیوں نہیں دینی چاہیے تھی دوست ہے ہمارا اتنا تو بنتا ہے نہ۔

اصل وجہ بتاؤ۔ مول نے سنجیدگی سے پوچھا۔

بس اس کو دیکھنا چاہتی تھی کہ کیسی لگتی ہے وہ اس کے ساتھ۔

سحر بہت تکلیف ہو گی تمہیں۔

بھابی جتنی تکلیف ہونی تھی ہو گئی بس اب اور نہیں ہو گی۔

ارے جناب کس کی جان لینے کا ارادہ ہے اتنی پیاری لگو گی تو مر جائے گا وہ تمہیں دیکھ کر۔  
 مول نے سحر کی تاریف کرتے ہوئے کہا۔ دونو آج رات کے کھانے کے لیے تیار ہو رہی تھی  
 اور ان کی تیاری تقریباً مکمل ہو چکی تھی۔

بھابی آج جان تو نکلے گی اس کی مگر وجہ کچھ اور ہو گی۔ سحر نے ایک شرارت بھری مسکراہٹ  
 دیتے ہوئے کہا۔

سحر زرا بتاؤ گی کہ تمہارے اس دماغ میں کیا چل رہا ہے۔

نہ۔۔۔۔ نہ۔۔۔۔ زرا انتظار کریں۔ آج ہی پتا چل جائے گا۔  
 سحر مجھے فکر ہو رہی ہے بتاؤ مجھے کیا کرنے والی ہو۔ مول نے قدرے ڈر کے تاثرات دیتے  
 ہوئے کہا۔

بھابی فکر نہ کریں نہیں چلاتی میں بندوق اس پر۔ سحر نے مول کے تاثرات دیکھتے ہوئے، اسے  
 مطمئن کرنے کے لئے کہا۔

وہ تو چاہا کر بھی نہیں کر سکتی سحر۔ مول نے بڑے اطمینان سے کہا۔

اچھا چلیں یہ نہ ہو وہ انتظار کرتے کرتے بوڑھے ہو جائیں اور میزبان بعد میں آرہے ہوں آپ  
 کو پتا ہے نہ کہ ہمیں انہیں ریسو کرنا ہے۔ سحر نے مول کی بات پوری طرح اگنور کرتے  
 ہوئے کہا۔ وہ مول کو ابھی کچھ نہیں بتانا چاہتی تھی اور اگر اسے اس کی اس حرکت کی  
 بھنک تک لگ گئی تو شاید وہ ڈنر ہی کینسل کر دے۔

شہزل مول سحر اور شہزل کی بیوی حیا چاروں ایک فائو سٹا ہوٹل میں بیٹھے کھانا کھا رہے تھے۔  
عاصم نے لاسٹ مومنٹ منع کر دیا تھا سحر کو تو اس نے صبح ہی بتا دیا تھا مگر باقی سب کو  
یہاں پہنچ کر ہی پتا چلا تھا اور شہزل کو اس کی اس حرکت پر کافی غصہ بھی آ رہا تھا۔  
حیا صدیقی کافی خوبصورت لگ رہی تھی مگر خوبصورتی تو دیکھنے والے کی آنکھوں میں ہوتی ہے اور  
اس کی آنکھیں تو سحر پر ٹھہری ہوئی تھیں۔

ویسے تم نے تو خاموشی سے شادی کر لی پتا بھی نہیں لگنے دیا ورنہ ہم حلا گلا کرتے کتنا مزہ آتا  
مگر خیر جانے دو یہ سب ہم میری شادی پر کر لیں گے۔ سحر نے بڑے سنجیدہ لہجے میں بولا۔  
شہزل کی گلے میں ایک لمبے کو کچھ اٹکا تھا۔  
ویسے زیادہ انتظار نہیں کرنا پڑے گا تم لوگوں کو حلا گلا کرنے کے لیے۔ سحر نے پھر سے  
بولنا شروع کیا۔

شہزل ابھی بھی اسی کی ہی طرف دیکھ رہا جو بڑے آرام سے اپنی شادی کا بتا رہی تھی۔  
بس منگنی تو ہو گئی ہے شادی بھی ہو ہی جائے گی بس اسی مہینے ہماری فیملیز مل رہی ہیں۔  
اس بات پر پہلے تو مول کھاتے کھاتے رک گئی اور پھر بغور اس کو دیکھنے لگی کہ آیا اس کی  
باتوں میں کتنی سچائی ہے۔

وہ بس ایک ہفتہ پہلے ہی مجھے عاصم نے پروپوز کیا اور مجھ سے تو انکار ہی نہ کیا جاسکا بس میں  
نے ہاں کر دی ماما سے بھی بات ہو گئی ہے بس زیادہ وقت نہیں لگے گا۔ وہ اتنے آرام سے  
بتا رہی تھی جیسے کوئی خبر نامہ پڑھ کر سنایا جا رہا ہو۔

وہاں بیٹھے لوگوں میں صرف حیا نے اسے مبادک باد دی باقی دونوں تو ابھی تک اس کے الفاظ کو ہضم کرنے کی کوشش میں تھے۔

شنزل مکمل حیرانی میں تھا اس نے اگر کسی آخری شخص کو سحر کے ساتھ سوچا ہو گا تو وہ عاصم تھا آج اگر سحر کسی اور کا نام لیتی تو شاید وہ دکھی ہوتا مگر عاصم، عاصم کے نام پر دکھ سے زیادہ غصہ تھا۔ شنزل نے پوری کوشش کی کہ وہ اپنے جذبات کو سنبھال سکے مگر وہ ایسا نہ کر سکا آخر لاوے کو نکلنے سے کتنا روکا جا سکتا تھا۔

شنزل اٹھا اور حیا کو مخاطب کرتے ہوئے بولا۔ میں ڈرائیور کو کال کر دیتا ہوں وہ کچھ دیر میں آ جائے گا تم اس کے ساتھ چلی جانا مجھے ضروری کام ہے میں وہ کر آؤ ذرا۔ وہ یہ کہتا وہاں سے چلا گیا۔

اور تینوں لڑکیاں وہاں اکیلی بیٹھی ایک دوسرے کی شکلیں دیکھ رہی تھی۔ مول نے ماحول کو نارمل کرتے ہوئے کہا۔ آپ کھانا کھائے۔ شنزل تو ہے ہی ایسا شاید سحر اور عاصم سے ناراض ہو گیا ہو آخر اس کے بیسٹ فرینڈز ہیں۔

ہممم۔ حیا نے سر اثبات میں ہلاتے ہوئے کہا۔

سحر کو اندر ہی اندر کچھ اچھا محسوس ہوا تھا جیسے اس نے اپنا مقصد پورا کر لیا ہو۔ اور اس احساس کی خوشی سے شنزل کے عمل میں اپنے لیے چھپی محبت کی خوشی زیادہ تھی۔

یہ کیا حرکت کی ہے اور یہ ماما سے کب بات کی تم نے، مجھے تو نہیں بتایا ماما نے۔ مول کافی غصہ میں سحر سے مخاطب تھی۔

اور وہ تو وہ کمر کے ہی رہے گی اور وہ تھا عاصم سے بات - - -

.....

عاصم گھر پر ہے - شہزل نے عاصم کے گھر پہنچتے ہی اس کے نوکر سے پوچھا - وہ اکثر اسی طرح بنا بتائے آجایا کرتا تھا شہزل عاصم کے گھر کے ہر فرد کو اسی طرح جانتا تھا جس طرح عاصم اپنے گھر والوں کو جانتا ہو -

جی ---- مگر ---- انہوں نے منع کیا ہے کہ وہ کسی سے نہیں ملیں گے - نوکر نے اٹک اٹک کر جواب دیا -

کسی سے نہیں ملیں گے یا خاص طور پر یہ حکم میرے لیے ثار کیا گیا ہے - شہزل بہت غصہ میں تھا اور وہ اسی لہجے میں بات کر رہا تھا -

تم مجھے بتاؤ وہ ہے کہاں ؟

وہ اپنے کمرے میں ہیں - نوکر نے ڈرتے ہوئے جواب دیا - اس نے آج سے پہلے شہزل کا یہ روپ نہیں دیکھا تھا وہ تو بڑی بڑی باتوں پر غصہ نہیں کرتا تھا تو آج اسے کیا ہوا ہے - نوکر کی بات سنتے ہی وہ عاصم کے کمرے کی طرف بڑھ گیا -

عاصم کا کمرہ پہلی منزل پر تھا - اس نے لمبے لمبے ڈگ برہتے سیڑھیاں چڑھی اور عاصم کے کمرے کے سامنے پہنچ کر زور سے دروازہ کھول دیا - جس کی آواز سن کر عاصم بیڈ پر اٹھ بیٹھا - اس سے پہلے کہ وہ بیڈ سے نیچے اترتا شہزل نے کمرے کا دروازہ بند کر دیا اور اس کے منہ کے اوپر گھوسہ مارا جس کی شدت سے اس کے ہونٹ سے ہلکا سا خون نکلا تھا اس سے پہلے کہ وہ سنبھل پاتا اس نے دوسری طرف دوسرا مکا مارا - اور اس طرح مارنا شروع کیا جیسے اس کی جان ہی لے لے گا -



عاصم نے بڑی مشکل سے اپنے آپ کو اس مارپیٹ سے آزاد کروایا۔  
 کیا ہو گیا ہے شہزاد جان لے گا کیا مجھ معصوم کی۔ عاصم نے کچھ غصہ میں اسے مخاطب کیا۔

تو معصوم --- اگر تجھ جیسے ہوتے ہیں معصوم تو اسلحا بچائے معصوموں سے۔  
 کیا کیا ہے میں نے۔

اچھا تجھے نہیں پتا۔ توں سحر سے شادی کر رہا ہے۔

ہاں تو اس میں کچھ غلط ہے کیا۔ عاصم نے اطمینان سے جواب دیا۔

ہاں کچھ غلط نہیں ہے۔ شہزاد نے ایک مکا اس کے منہ پر مارا۔

مار میں بھی سکتا ہوں اس لیے سیدھی طرح بات کرو۔ اب کی بار عاصم نے زیادہ غصہ میں بولا۔  
 توں سب جانتا تھا، تجھے میں نے بتایا تھا اور پھر بھی۔

ہاں میں جانتا تھا اور جس دن تیری شادی کی خبر آئی اس سے اگلے دن توں نے مجھے سب بتایا  
 تھا اور جس دن توں نے مجھے بتایا اسی دن رات کو اس کی مجھے کال آئی اور اس نے مجھ سے  
 شادی کی بات کی اور میں نے ہاں کر دی۔ اب تیرے چکر میں میں اتنی اچھی لڑکی کو انکار کرتا  
 اور ویسے بھی اب تیری شادی ہو گئی ہے تو توں اپنی شادی پہ دیمہان دے تجھے کیا لگے وہ کسی  
 سے بھی شادی کرے مجھ سے کرے یا کسی مالی سے توں ہوتا کون ہے پوچھنے والا۔

عاصم توں اس کی حالت کا فائدہ اٹھا رہا ہے وہ تجھ سے محبت نہیں، کرتی اور نہ توں اس سے تو  
 یہ شادی کیوں کر رہے ہو۔

میں اس کا فائدہ نہیں اٹھا رہا اور رہی بات محبت کی تو وہ شادی کے بعد ہو جائے گی تو جا اب یہاں سے -

عاصم توں بہت پچھتائے گا - شہزل اس کے کمرے سے نکلے لگا تھا کہ عاصم نے اسے پیچھے سے سوال کرتے ہوئے کہا

شہزل اگر یہ شادی ہماری مرضی سے ہو رہی ہوتی تو، -

تو میں یہاں آکر تجھے گلے لگاتا اور کہتا مبارک ہو میرے یار - شہزل نے چہرے پر مسکراہٹ لاتے ہوئے کہا

تو اب لگا لے گلے - عاصم نے اس کو مسکراہٹ دیتے ہوئے کہا -

دے دیتا مگر افسوس یہ شادی تم لوگ خوشی سے نہیں کر رہے۔۔۔۔ کوئی بھی ہے، مگر یہ خوشی نہیں ہے - یہ کہتا، وہ کمرے سے باہر چلا گیا -

مول آج تیار ہو جانا میرا ایک دوست باہر سے آیا ہے اس نے ایک چھوٹا سا ڈنر رکھا ہے ہماری شادی کی دعوت ہی سمجھ لو کچھ اور دوست بھی ہوں گے تو سہی سے تیار، ہو جانا - کاشان بول رہا تھا اور وہ سن رہے تھے آج پہلی بار اس نے اسے تیار ہونے کو کہا تھا آج شادی کو ایک ماہ سے زیادہ ہو گیا تھا اور پہلی بات وہ اس سے اس طرح بات کر رہا تھا -

ٹھیک ہے میں تیار ہو جاؤ گی -

ویسے تمہیں یہ چوٹ کیسے لگی لگ رہا ہے کہہ نے سہی دھلائی ہے تمہاری - سحر نے اس کے چہرے کے بگڑے نقشہ کو دیکھتے ہوئے کہا -

ہاں نس کسی کی محبوبہ کو چھیڑنے کی سزا ہے بھئی۔ اس نے بڑے ہی اچھے انداز میں یہ طنز مارا تھا اور جس کو مارا تھا وہ سامنے بیٹھا اسے ہی گھور رہا تھا۔

ہاں تو کس نے کہا ہے ہر دوسری لڑکی سے فلرٹ کرنے کی۔ اب تو ہماری شادی ہوئی ہے اب تو انسان بن جاؤ۔ سحر نے جھوٹ موٹ کا غصہ دیکھتے ہوئے کہا۔

ہاں بس اب تم سے ہی فلرٹ کروں گا بس اب کئی یہاں بھی مار نہ پڑ جائے۔ اس نے ہنستے ہوئے جواب دیا۔

اچھا ویسے کب آرہی ہے تمہاری فیملی۔ مول نے بات کا موضوع بدلتے ہوئے کہا۔  
 کہو تو آج ہی لے آؤ۔

نہیں آج تو ہم ڈنر پر جا رہے ہیں۔ مول نے بولتے ہوئے کہا۔

کون ہم۔۔۔۔۔ اچھا آپ اور آپ کے وہ۔ عاصم نے اسے چھیڑتے ہوئے کہا۔

مول کا شان کا نام نہیں لیتی تھی اس کو اس کا نام لیتے ہوئے ایک اجیب سی کیفیت گھیر

لیتی تھی وہ اس کا شوہر تھا مگر مجال ہے جو اس نے اس کو اس کے نام سے مخاطب کیا ہو۔

اور یہ بات کچھ ہی دنوں میں سب پر کھل گئی تھی کہ وہ کا شان کا نام لیتے ہوئے کتراتی ہے

اور یہی وجہ تھی کہ سب نے اس بات پر چھیڑنا شروع کر دیا تھا۔

ہاں۔ اس نے زور دیتے ہوئے گھورتے ہوئے بولا۔

اچھا اچھا ٹھیک ہے۔ عاصم نے جھوٹ موٹ کا ڈرتے ہوئے کہا۔

اس سارے وقت شہزاد چپ بیٹھا ان کی باتیں سنتا رہا کیونکہ وہ جانتا تھا کہ وہ بولے گا تو شاید پھر آپ سے باہر ہو جائے تو اس نے چپ رہنا ہی بہتر سمجھا۔

کاشان وقت سے پہلے سے گھر آگیا تھا اور مول ابھی تک تیار نہیں ہوئی تھی۔  
آپ اتنی جلدی آگئے میں تو ابھی تیار بھی نہیں ہوئی۔ مول نے کاشان کو کمرے میں موجود دیکھ کر کہا۔

کوئی بات نہیں ابھی ٹائم ہے تم آرام سے تیار ہو جاؤ۔ اس نے بڑے تحمل سے کہا۔  
اچھا ویسے کتنے بچے نکلنا ہے۔ اس نے سرسری سا سوال کیا۔  
آٹھ بچے۔

ٹھیک ہے۔ مول نے جواب دیتے ہوئے گھڑی کو دیکھا جو اس وقت سات کا وقت بتا رہی تھی۔

اندر سے ایک ریڈ کلر کر امر ویڈیو سرٹ نکال کر لاتے ہوئے اس نے کاشان کو دیکھاتے ہوئے  
سس کی رائے لینا چاہی۔

یہ ڈریس ٹھیک ہے۔ اس نے ڈریس اس کو دیکھاتے ہوئے کہا۔  
ہممم۔ اد نے بس اتنا ہی کہا۔

گونگا شوہر میرے ہی نصیب میں تھا کیا اسلہ جی۔ اس دل میں بولتے ہوئے کہا۔

آدھے گھنٹے میں وہ ڈریس پہنے شیشے کے سامنے بیٹھی تیار ہو رہی تھی لائٹ میک اپ ریڈ کلر کا جوڑا جس کے ساتھ ریڈ کلر کا میچنگ دوپٹا بالوں کو کھلا چھوڑا ہوا اور لگے کچھ بال رول کیے ہوئے۔ وہ بہت ہی ڈیسنٹ اور خوبصورت لگ رہی تھی۔

اتنی دیر میں کاشان ہاتھ روم سے کپڑے تبدیل کر کے شاور لے کر نکل آیا۔ اس کی نظر اپنی بیوی کو دیکھتے ہی ساکت رہ گئی وہ اسے دیکھ رہا تھا اور مول اس سب سے بے خبر فائل ٹچ آپ دے رہی تھی۔

کاشان کی ایک دم آنے والی آواز نے اسے اپنی طرف متوجہ کیا۔

بہت پیاری لگ رہی ہو۔ آج پہلی بار اس نے اس کی تاریف کی تھی۔

ہائے اتنا بھی گونگا نہیں ہے۔ ویسے اتنی بھی جلدی دعا قبول ہو جاتی ہے کیا واقعی ہو جاتی ہے۔ اس نے دل ہی دل میں سوچا تھا۔

وہ یہ کہتا اپنے موبائل میں جھک گیا۔ وہ مول کی تاریف تو کر بیٹھا تھا مگر اس سے نظریں ملانے کی ہمت ابھی اس میں نہیں تھی۔

وہ تقریباً ساڑھے آٹھ بجے وہ ان کے گھر پہنچ گئے پہنچ گئے تھے۔ اور وہاں پر ان کو احمد فاروق

اور ان کی وائف نے کیا ان کے ساتھ وہاں کاشان کے ایک اور دوست اور ان کی وائف بھی موجود تھا یہ تینوں کافی گہرے دوست تھے اور کافی لمبے عرصے سے ساتھ ہی تھے۔

سب نے ڈائنگ ٹیبل پر بیٹھ کر کھانا کھایا سب میز سے اٹھ ہی رہے تھے کہ سالن کے باؤل سے کچھ سالن مول کے کپڑوں پر گر گیا۔

او ہو۔ آئے میرے ساتھ میں آپ کے کپڑے واش کرا دیتی ہوں۔ احمد فاروق کی وائف نے اسے اپنے ساتھ آنے کا کہا۔

داغ زیادہ نہیں تھا اس لیے تھورا سا رگڑنے سے اتر گیا۔

ویسے آپ دونوں بہت لکی ہیں جو محبت مل گئی ورنہ لوگ تو ترستے رہ جاتے ہیں اپنی محبت حاصل کرنے کے لیے۔

جی۔۔

ہاں نہ مجھے بتایا تھا احمد نے کاشان کے بارے میں بالکہ کاشان تو میرا بھی بہت اچھا دوست ہے یہ کوئی دو سال پہلے ہی ہم باہر شفٹ ہوئے ہیں اور اسی وجہ سے تم لوگوں کی شادی میں بھی نہیں آسکے مگر مجھے بہت خوشی ہوئی تھی تم دونوں کی شادی کی اور بہت شوق تھا کہ دیکھو تو سہی کہ آخر کون سے جس کی محبت میں وہ نورین کی محبت کو بھولنے میں کامیاب ہو گیا۔ اس کی باتیں مول کو ایسے لگ رہی تھی جیسے کوئی اسے کہانی سنس رہا ہو۔

ہاں بس بہت محبت کرتے ہیں وہ مجھ سے بس اظہار نہیں کرتے۔ مول نے بات کو ایسا رخ دیا جس سے لگے کہ ہاں وہ ہی وہ لڑکی ہے جس سے کاشان محبت کرتا ہے مگر حقیقت تو صرف وہ ہی جانتی تھی۔

ہاں وہ بس ایسا ہی ہے۔ چلو باہر چلتے ہیں سب انتظار کر رہے ہوں گے ہمارا۔

مول اور سارہ باہر آئے تو سب لانچ میں بیٹھے باتیں کر رہے تھے۔

مول کاشان کے ساتھ آکر بیٹھ گئی۔

کاشان نے اس کے چہرے کا بدلا ہوا رنگ دیکھ لیا تھا جو اندر جاتے ہوئے کچھ اور تھا۔  
گاڑی میں وہ چپ بیٹھی رہی کاشان نے پوچھنا چاہا مگر مول بات کرنے کے موڈ میں نہیں  
تھی۔

مول۔ کاشان نے اسے مخاطب کیا۔

مول بالکل خاموش رہی۔

مول نے گھر پہنچ کر کپڑے بدل لیے تقریباً رات کے ساڑھے دس بج رہے تھے۔  
مول نے اپنے بال جوڑے میں باندھ لیے۔  
وہ کاشان سے بات کرنے چاہتی تھی مگر کیا بات کرے اسے سمجھ نہیں آرہی تھی، کہ اتنے  
میں کاشان نے اسے خود مخاطب کیا۔

مول کچھ ہوا ہے تم مجھے کچھ پریشان ہو کیا۔ کاشان کبھی اس سے خود نہ پوچھتا مگر وہ آج  
بے الگ لگ رہی تھی بہت کھوئی ہوئی غم سم سی۔

کیوں تمہیں کیا مجھ سے کیا مطلب ہے تمہیں میں ہوں ہی کون میری اوقات ہی کیا ہے تمہاری  
نظر میں، ایک نکاح کے نام کا رشتہ ہے بس ہم میں بس۔ وہ پھٹ پڑی تھی وہ رو رہی تھی وہ  
جس کی زبان سے آج تک کاشان کا نام تک نہیں لیا تھا وہ آج اس لہجے میں اس سے سے  
بات کر رہی تھی اور کاشان کھڑا اس کو دیکھ رہا تھا۔



کیا قصور تھا میرا یہی کہ محبت کر لی تم سے ۔ کاش محبت پوچھ کر کی جاتی ، وہ ایک بار ہم سے اجازت لے لیا کرتی مگر محبت تو بس دستک دیتی ہے دل کے دروازے پر اور اندر چلی آتی ہے کسی ہوا کی طرح جسے کوئی نہیں روک پاتا اور میں بھی نہیں روک پائی یہی قصور ہے نہ میرا

-----بولو چپ کیوں ہو۔

وہ ابھی بھی خاموش تھا وہ تو بس اس کی بھگی آنکھیں دیکھ رہا تھا جو صرف اور صرف اس کی وجہ سے بھگی تھی۔

تم اگر کسی اور سے محبت کرتے تھے تو مجھ سے شادی کیوں کی۔ مجھے کیوں امید دیکھائی اس دنیا میں سب امید پر ہی تو قائم ہے اور جب یہ امید ٹوٹتی ہے تو بہت درد ہوتا ہے اور آج میری امید ٹوٹ گئی ہے، میں ٹوٹ گئی ہوں میں درد میں ہوں۔ اور پھر اس نے سر گود میں گرا دیا اور ان آنکھوں سے آنسو نکلنے لگے اس کی بھگی آنکھیں سرخ ہو رہی تھیں اس کی آواز کانپ رہی تھی اور پھر کسی نے اس کے گٹنے پر ہاتھ رکھا، مول نے سر اٹھا تو کا ان کو زمین پر پایا۔

تجھ سے ہیں رابطے عشق کے

تجھی کو ہے چاہا ہے دل سے  
 تجھی کو پانے کی تھی تمنا بھی  
 تجھی سے ملنے کی تھی آرزو بھی  
 تجھی کو مانگا تھا دعاؤں میں  
 تجھی کو پایا اپنی صداؤں میں  
 تجھی سے آغازِ حیات ہوا  
 تجھی سے عشق لے پناہ ہوا  
 تجھی کو بس پانا تھا  
 تجھی کو میں نے کھو دیا

کاشان کے الفاظ اس کے جذبات کی عکاسی کر رہے تھے اس کی محبت بتا رہے تھے۔ مول  
 بس کے الفاظ کے سحر میں گرفتار تھی اسے اب تک یقین نہیں آ رہا تھا کہ یہ الفاظ اس کے  
 لیے بولے گئے ہیں وہ بھی کاشان کے دل سے نکلے ہوئے الفاظ جو صرف اس کے لیے بولے  
 گئے تھے اور یہ احساس ہی اس کے لیے بہت خاص تھا دنیا میں ہر چیز سے قیمتی انمول۔  
 مول مجھے معاف کر دو میں نے تمہیں بہت تکلیف دی ہے میں تمہارے بہت سارے دکھوں  
 کی وجہ ہوں جو میں ہر گز نہیں بننا چاہتا تھا ہر گز نہیں مگر نا چاہتے ہوئے بھی بن گیا میں  
 نے بہت نار تم سے محبت کا اظہار کرنے کی کوشش کی مگر ہر بار کئی سال پہلے کے

میرے الفاظ میرے راستے کی دیوار بن جاتے اور میں اظہار تو دور تم سے نظر تک نہ ملا پاتا اور میں نے تمہیں کھو دیا۔

کاشان کی آنکھیں بھیگ گئی تھی ان میں نمی تھی، مول نے اپنے ہاتھوں سے اس کی آنکھیں صاف کرتے ہوئے اس کا چہرہ اوپر کرتے ہوئے کہا۔

ایک بیوی کچھ بھی برداشت کر لے گی مگر اپنے شوہر کی جھکی گردن کبھی بھی نہیں اور آپ کو کس نے کہا کہ آپ نے مجھے کھو دیا میں تو ہمیشہ آپ کی تھی اور ہمیشہ آپ کی ہی رہوں گی۔

کاشان اپنی بیوی کو دیکھ رہا تھا جس کی آنکھیں چمک رہی تھی اور چہرہ چمک رہا تھا۔

ویسے آپ کو کب ہوئی مجھ سے محبت۔ مول نے تجسس سے پوچھا۔

مجھے خود نہیں معلوم ہاں احساس اس دن ہوا جس دن تمہارے منہ سے وہ موت کی دعا سنی تھی اس دن مجھے لگا میرے اندر کچھ ٹوٹا ہے اور وہ یقیناً دل ہی تھا۔

مجھے لگا شاید آپ نے مجھ سے شادی مہک کی خاطر کی ہے۔

می 3 پاگل دکھتا ہوں جو مجھے اتنا معلو نہیں ہو پائے گا کہ مہک کے دل میں تمہارے لئے ماں کا خیال سحر نے ڈالا ہے۔ کاشان نے سنجیدگی سے کہا۔

کیا وہ سحر نے۔۔۔

ہاں سحر نے ہی کیا تھا اور میں یہ جانتا تھا پھر ب میں نے تم سے شادی کی کیوں کہ میں تم سے شادی کرنا چاہتا تھا۔

ہاں وہ الگ بات ہے شادی کے بعد بیوی سمجھا ہی نہیں۔ مول نے طنز کرتے ہوئے کہا۔  
میں اندر ہی اندر کھوکھلا ہو چکا تھا مجھے سمجھ ہی نہیں آرہی تھی کہ میں کیا کروں کس طرح اور  
کیا بات کروں جو کچھ میں نے تمہیں کہا تھا اس کے بعد تو مجھے مر جانا چاہئے تھا تم پر الزام لگایا  
تمہیں برا بھلا کہا۔

خبردار جو آپ نے اپنے مرنے کی بات کی۔ مول نے غصہ دیکھاتے ہوئے کہا۔  
مول تمہیں پتا ہے مجھے خود سے سب سب زیادہ نفرت کس بات پر ہوئی تھی۔  
مول خاموش رہی تو اس نے خود ہی بولنا شروع کر دیا۔  
اپنی سوچ پر کہ میں نے تمہیں ایک غلط لڑکی سمجھا تمہیں۔۔۔۔۔ صرف اس بنا پر کہ تم نے مجھ  
سے اپنی محبت کا اظہار کیا کتنا دوغلا تھا نہ میں بلکہ ہم ہوتے ہی دوغلے خود کی محبت کو تو پاک  
سمجھ لیتے ہیں اور اگلی کی محبت کو بدکرداری کا ٹاٹل دے دیتے ہیں۔ جب ایک لڑکا محبت  
کرتا، ہے تو اظہار کر کر مردانگی دیکھاتا ہے اور اگر وہی ایک لڑکی کر لے تو اس کے ساتھ بدکردار  
منہ پھٹ بے شرم جیسے الکابات لگا دیتے ہیں اور میں نے بھی تو ایسا ہی کیا۔۔۔ مجھے نفرت  
ہوتی ہے خود سے۔

خود سے نفرت کرنے کی کوئی ضرورت نہیں جو ہو گیا وہ ہمارا کل تھا اور اب ہمارا کل ہے  
جسے ہمیں کسی نفرت پچھتاوے میں نہیں گزارنا، ایک غلطی ہم یہ بھی کرتے ہیں کہ اپنے

گزرے کل کی وجہ سے آنے والے کل کو خراب کر لیتے ہیں جو ہم نہیں کریں گے۔ مول نے چمکتی آنکھوں سے کہا۔

کاشان نے مسکراتے چہرے کے ساتھ سر ہاں میں ہلا دیا۔  
آج ان کو انکی کی زندگی کی خوشی مل گئی تھی ایک دوسرے کا ساتھ مل گیا تھا جو اس دنیا میں سب سے قیمتی چیز ہے۔

آج کھانے کی میز پر الگ ہی ماحول تھی ایک الگ تازگی تھی مول کے چہرے پر الگ چمک تھی جو ہر ایک نے نوٹس کی تھی اس کی بات کرنے کا انداز بدلا ہوا تھا آج وہ پرانی مول نہیں لگ رہی تھی بلکہ آج تو عہ نئی مول تھی جیسا آج پہلی بار سب سے مل رہی ہو ہر ایک سے بات کر رہی ہو۔ کاشان کے چہرے کی تازگی پڑھتے ہوئے آخر سحر بول ہی پڑی۔  
واہ آج تو لوگوں کے مزاج ہی بدلے ہوئے ہیں۔  
کیوں کیا ہوا۔ مول نے۔ اشتیاق سے پوچھا تھا۔  
کچھ نہیں بس میں دیکھ رہی تھی کہ آپ دونوں نے آخر کتنی دیر اور ایک دوسرے کو دیکھنا ہے۔  
سحر نے مول کو تنگ کرتے ہوئے کہا۔

اس کی اس بات پر وہ شرما گئی۔

مگر کاشان نے اپنی بیوی کا ہاتھ پکڑتے ہوئے کہا کیوں بھئی اب پروسن کی بیوی کو تو دیکھنے سے رہا۔

وہ میں ناشتہ لے کر آتی ہوں۔ مول ہاتھ چھڑا کر کچن میں چلی گئی۔

واہ کیا بات ہے بھابی نے شرمنا شروع کر دیا۔

آج کا دن کافی خوشگوار تھا آخر آج عاصم کے گھر والے رشتہ لینے آنے والے تھے گھر میں تیاریاں ہو رہی تھی مگر ایک جگہ وہ بھی تھی جہاں ویرانی چھائی ہوئی تھی اور وہ جگہ تھی سحر کا دل، یہ رشتہ اس کی مرضی سے ہو رہا تھا نہ کہ اس کے دل کی مرضی سے، دل کے اندر کہیں ایک غلطی کا احساس بھی تھا اور ساتھ ہی انا کی رسی بھی گلے میں لٹکی ہوئی تھی۔

سحر ایک بار پھر سوچ لو آج رشتہ طے ہو جانا ہے اور اس کے بعد کوئی رستہ نہیں بچے تھا یہ نہ ہو کہ تم جزباتی ہو کر بعد میں پچھتاؤ۔ مول نے سبزی کاٹتے ہوئے سحر سے کہا جو خود بھی کچن میں کھڑی تیاری کر رہی تھی۔

کیا ہو گیا ہے بھابی میں کیوں پچھتاؤ گی آخر کسی سے تو کرنی تھی نہ شادی تو پھر عاصم سے کیوں نہیں۔ سحر نے کام کرتے ہوئے کہا۔

کسی سے بھی اور عاصم سے کرنے میں فرق ہے وہ شہزاد کا دوست بلکہ بھائی کہو تو بہتر ہو گا خود کے گھر سے زیادہ تو وہ عاصم کے گھر میں پایا جاتا ہے کیسے رہو گی تم۔ مول نے سبزی کاٹتے ہوئے ہاتھ روکتے ہوئے کہا۔

مجھے فرق نہیں پڑتا۔ سحر نے سنجیدگی سے کہا۔

شام آٹھ بجے عاصم کے گھر والے سحر کے گھر موجود تھے اور ساتھ میں شہزاد بھی آیا تھا جو بظاہر تو عاصم کی والد کے اسرار پر آیا تھا مگر اس کے پیچھے عاصم کا ہی ہاتھ تھا اس نے ہی اپنے ابو سے کہلویا تھا اور وہ اچھی طرح جانتا تھا کہ شہزاد ان کی بات کو انکار نہیں کر سکتا۔

رشتے کی بات عاصم کے والد نے شروع کی تھی۔

ہم آپ کی بیٹی کو اپنی بیٹی بنانے کے لیے یہاں آئے ہیں مجھے امید ہے آپ انکار نہیں کریں گی۔ عاصم کے والد نے بات شروع کی۔

عاصم تو ہمارے اپنے بچوں کی طرح ہے آخر اتنے سالوں سے جانتے ہیں اسے اور پھر جب بچے راضی ہیں تو ہم کون ہیں انکار کرنے والے۔ سحر کی امی نے بڑے ہی شائستہ لہجے میں کہا۔ تو لگتے ہاتھ منگنی بھی کر لیتے ہیں تاکہ اس رشتہ کو ایک نام مل جائے۔ عاصم کے والد نے اپنی خواہش کا اظہار کیا۔

جیسا آپ مناسب سمجھے۔ سحر کی امی نے جواب دیا۔

ویسے تو ہم ڈائریکٹ نکاح ہی کرنا چاہتے تھے دراصل ہمارے والد صاحب کو یہ منگنی پسند نہیں ہے وہ اس کے سخت مخالف ہیں اس لیے ہم شادی جلدی کرنا چاہتے ہیں۔ انہوں نے اگلی بات کرتے ہوئے شہزل اور سحر کے دلوں کو ہلا دیا تھا۔

شادی----- مگر ابھی تو سحر کی تعلیم بھی مکمل نہیں ہوئی اور پھر پہلے فرقان کی

شادی ہوگی اس کی تو طے بھی ہو چکی ہے۔ سحر کی امی نے اپنے تحفظات بتائے۔

ہاں تو یہ تو اچھی بات ہے بچوں کا نکاح کر دیں گے فرقان کی شادی کے ساتھ ہی اور ویسے بھی رہی بات سحر کی پڑھائی کی تو ہمیں بہت خوشی ہوگی کہ یہ اپنی تعلیم مکمل کرے اور اگر



آگے پڑھنا چاہے تو بھی ہمیں کوئی اعتراض نہیں ہے اور صرف دو ماہ ہی تو رہ گئے ہیں ان کے آخری سمسٹر میں۔ انہوں بڑے اطمینان سے بات کرتے ہوئے کہا۔

مگر شنزل کا سارا اطمینان ہوا ہو چکا تھا اس کے لیے یہاں بیٹھنا مشکل ہو رہا تھا اتنی جلدی اس سب کے بارے میں تو اس نے سوچا تک نہیں تھا اور دوسری طرف سحر کا دل گھبرا رہا گیا تھا اس نے اتنی جلدی شادی کا نہیں سوچا تھا ایک ماہ بعد فرقان کی شادی کی تاریخ طے کی گئی تھی اور اسی تاریخ پر اس کا نکاح اس کی سوچ و غمان میں بھی یہ نہ تھا۔

ٹھیک ہے پھر جیسی آپ کی مرضی چلیں منگنی کر لیتے۔ سحر کی والدہ نے جواب دیا۔  
ہاں ہاں عاصم چلو پہناؤ انگوٹھی۔ انہوں نے جواب دیتے ہوئے عاصم کو مخاطب کیا۔  
عاصم سحر کو انگوٹھی پہنا رہا تھا مگر اس کی نظریں صرف شنزل کو دیکھ رہی تھی جس کے چہرے کے زاویے اسے بتا رہے تھے کہ اگر یہاں سب موجود نہ ہوتے تو یقیناً وہ کچھ نہ کچھ اس کے ساتھ ضرور کر دیتا۔

سحر کی نظریں بھی اسے ہی دیکھ رہی تھی اور وہ اسے بس وہ عاصم کی جگہ ہونا چاہتا تھا مگر نہیں تھا۔

.....  
ویسے آپ خوش ہیں سحر اور عاصم کے رشتے سے۔ مول نے کاشان سے سوال کرتے ہوئے کہا۔

ہاں خوش ہوں اگر وہ خوش ہے تو میں بھی خوش ہوں۔ کاشان نے نارمل انداز میں جواب دیا تھا

ہممم۔ مول نے بس خاموش ہو گئی

کیوں تم خوش نہیں ہو۔ کاشان نے تجسس کے کہا۔

نہیں میں بھی خوش ہوں بس ویسے ہی۔ اس نے گڑبڑاتے ہوئے جواب دیا۔

یار بہت مبارک ہو منگنی کی بڑے چھپے رستم نکلے تم تو سحر سے منگنی کر لی کسی کو پتا ہی نہیں چلنے دیا۔ احمد اس کا کلاس فیلو اسے بول رہا تھا۔

ہاں بس جب پیار کیا تو ڈرنا کیا۔

واہ بھی نڑے فاسٹ نکلے۔

ہاں بھی اب میں ان میں سے تو ہوں نہیں جو شادی بھی کر لے اور کانو کان خبر بھی نہ ہونے دوں۔ یہ طنز شہزل کو اپنی طرف آتا دیکھ کر کیا گیا تھا۔

ہاں بھی یہ تو پورے شہر میں ڈھنڈورا پیٹے گا پورے شہر کو دعوت دے گا۔۔۔۔۔ مگر پہلے شادی تو ہو جانے دو۔ شہزل نے اسی لہجے میں اس کے کندھے پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا۔

ہاں بھی ہو جائے گی توں فکر نہ کر تو نے ہی تو بھنگڑا ڈالنا ہے میری شادی پر۔ اسی انداز میں اس کے کندھے پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا۔

اور اس پر شہزل کے تاثرات بدل گئے تھے۔

جب چاہا جائے کہ زندگی تھم جائے تب ہی یہ اپنی پوری رفتار سے چلتی ہے اور اگر اس کے جلدی چلنے کی خواہش ہو تو اس سے زیادہ سست چیز کوئی نہیں۔ سحر کے لیے آج کل زنگی کسی سپیڈ کار سے کم نہیں چل رہی تھی جس کی سپیڈ پر بریک تب لگا جب عاصم نے نکاح سے ایک ہفتہ پہلے نکاح ملتوی کر دیا تھا۔ ان کی منگنی ہو چکی تھی اور فرقان اور ارہم کے ولیمہ والے دن ان کا نکاح تھا جو کہ عاصم نے کچھ دنوں پہلے آگے کر دیا۔ اس نے یہ وجہ بتائی تھی کہ وہ نکاح اور رخصتی ساتھ چاہتا ہے اسی لیے اب نکاح مزید ایک ماہ بعد یعنی ان کے لاسٹ سمسٹر کے ایک ہفتہ بعد نکاح اور شادی رکھا گیا تھا کچھ وقت کے لیے ہی سہی مگر سحر کی اس سپیڈینگن کار کو بریک لگی تھی نکاح سے ایک ہفتہ پہلے جب تک عاصم نے نکاح ڈیلے کی بات نہیں کی تھی تو سحر کو ایسا ہی لگتا تھا کہ وہ ہر روز اپنی آپ کو کھائی میں دھکیل رہی ہے اور سب جاننے کے باوجود وہ اس کھائی میں کودنے کو تیار تھی۔

کیسی لگ رہی ہوں میں؟ مول نے کاشان کو اپنی طرف متوجہ کرتے کہا۔

ہائے کیا پوچھتے ہو ان کے حسن کے قصیدے  
وہ تو بس قاتل عداؤ سے جان لیتی ہیں ہماری

کاشان نے اس کو دیکھتے ہوئے بنا پلک جھپکائے کہا۔

ہاں ویسے یہ اچھا ہے جب پوچھو تو اس اخلاق سے بیوی کی تعریف کی جائے کہ بچاری پوچھے ہی نہ اگلی بار۔ اس نے اپنی شرم چھپاتے ہوئے کہا۔

ارے اب ایسا کیا کر دیا میں نے، ایسے شوہر کہاں ملے گا تمہیں اس طرح تعریف کرنے والا۔ اس نے مصنوعی غصہ دیکھاتے ہوئے کہا۔

ہاں ہاں ایسا شوہر جس کو صرف بیوی کے پوچھنے پر ہی تعریف کرنے کا خیال آتا ہو ورنہ تو بیوی دکھے بھی نہ ان جناب کو۔ مول نے اسی انداز میں کہا۔

ان کے حسن کو نظر لگ جائے یہ برداشت نہیں ہمیں۔

چاہئے ساری عمر نظریں جھکائی رکھنی پڑے ہمیں۔

لو بس باتیں کروالی جائے تم سے کاشان۔ مول نے چہرہ شیشے کی طرف کرتے ہوئے کہا۔

ویسے پہلے اچھی خاصی عزت ہوتی ہماری آپ جناب سے مخاطب کیا جاتا تھا مگر اب جب محترمہ کو پتا چل گیا ہے کہ بندہ تو ویسے ہی ان کی عداؤں پر مرتا ہے تو انہوں نے بھی ساری عزت ہی واپس لے لی ہم سے۔ اس نے مول کو تنگ کرتے ہوئے کہا۔ مول نے اس دن کے بعد اس کو اس کے نام سے بلانا شروع کر دیا تھا اور اب وہ اسے تم تمہارا کہہ کر بھی مخاطب کر لیتی تھی اتنے عرصے میں پہلی بار کاشان نے اسے اس بات پر تنگ کیا تھا۔

پہلے مجھے آپ کا نام لیتے ہوئے ڈر لگتا تھا ایک عجیب سا خالی پن محسوس ہوتا تھا لگتا تھا کہ کسی پرانی چیز پر میں دعویٰ دار بن کر بیٹھی ہوں مگر اب جب تمہارا نام لیتی ہوں تمہیں تم کہتی ہوں تو

لگتا ہے کہ جیسے کسی اپنے کو چاہ رہی ہوں ہر بار تمہارا نام لیتے ہوئے لگتا ہے کہ تم پر میرا حق ہے بس میرا ہی حق ہے۔ مول نے سنجیدہ الفاظ میں کہا۔

آپ کا یہ حق مجھے دل و جان سے قبول ہے۔ ایک دلکش مسکراہٹ دیتے ہوئے اس نے بولا

وہ اس کی آنکھوں میں خود کے لیے بے پناہ محبت دیکھ رہی تھی۔

اب ایسے ہی دیکھتی رہی تو بارات نکل جائے گی ہمیں چھوڑ کر۔ کاشان نے اس کی نظریں خود پر محسوس کرتے ہوئے کہا۔

ارے میں کہاں دیکھ رہی ہوں۔

اچھا اچھا ٹھیک ہے میں دیکھ رہا ہوں اب چلیں۔

بارات رات کے سات بجے پہنچ گئی عاصم اور شہزاد نے اس بات بھی لڑکی والوں کی طرف سے شرکت کی تھی وجہ وہی تھی انکل کی بیماری اور گھر میں کسی مرد کا نہ ہونا۔

بارات کا بڑا شاندار استقبال کیا گیا مگر جو عاصم نے کیا اس سے تو شہزاد کے غصے کی انتہا ہونے لگی مگر بچارا کر بھی کیا سکتا تھا وہاں کھڑا بس عاصم کی حرکت پر دل ہی دل میں ابلتا رہا۔

عاصم نے بارات آتے ہی استقبال کرنے کے بعد پیچھے آتی سحر کے اوپر ساری پھولوں کی تھال الٹ دی اور ساتھ ہی فقرہ بولا۔

ہائے کیوں قتل کرنے کے ارادہ ہے میں تو پچھتا رہا ہو کہ نکاح ڈیلے کیوں کروا دیا اچھا بھلا کل ہمارا بھی نکاح ہو جاتا اور تم میری ہو جاتی مگر کوئی بات نہیں جہاں اتنا انتظار کر لیا ہے وہاں ٹھوڑا اور سچی -

سحر ٹھوڑا پیچھے آرہی تھی مول اور باقی کچھ کزنز کے ساتھ اور باقی سب آگے تھے اسی لیے کسی نے اس کی یہ حرکت نوٹس نہ کی او شہزل جو اس کے ساتھ کھڑا یہ سب دیکھ رہا تھا بس جلن اور غصے میں ہی پاگل ہوتا رہا۔

ہاں جان تو میں لیتا ہوں تیری بڑا شوق ہے اسے ہر جگہ اپنی جان دینے کا - شہزل نے جلتے ہوئے دل میں کہا تھا -

سب کچھ سچی چلتا رہا رخصتی بھی ہو گئی اور ولیمہ بھی مگر مسئلہ تو تب بنا جب ولیمے کے بعد ارہم نے اپنے والدین کو اپنے ساتھ چلنے کو کہا جیسا کہ انہوں نے وعدہ کیا تھا کہ وہ ولیمے کے بعد ان کے ساتھ چل کر رہنا شروع کر دیں گے مگر اس وقت وہ مقرر گئے اور چلنے سے انکار کر دیا سب نے بہت کوشش کی انہیں منانے کی مگر وہ اپنی بات پر بضد تھے کہ جو بھی ہو وہ انکے ساتھ چل کر نہیں رہ سکتے جو بھی ہو بیٹی کے سسرال میں یوں رہنا معیوب لگتا ہے ارہم تو ان سے ناراض تک ہو گئی کہ انہوں نے یہ شادی دھوکے سے کرائی ہے پہلے وعدہ کیا اور پھر مقرر گئے یہ کہاں کی بات ہوئی مگر جو بھی ہو وہ تھے تو والدین ہی اور والدین کے آگے اولاد کی کتنی ہی چلتی ہے اس کی بھی نہ چلی اور اسے بھی ان کی بات ماننا پڑی اور وہ کر بھی کیا سکتی تھی -

ولیمے سے واپسی پر سب جوان ایک ہی گاڑی میں موجود تھے۔

لو بھی فرقان کی شادی بھی ہو گئی اب تو اگلا نمبر میرا ہے بس۔ عاصم نے زور دار نعرہ لگاتے ہو کہا۔

واہ بڑی جلدی ہے آپ کو شادی کی۔ سحر کر کرن نے اسے تنگ کرتے ہوئے کہا۔

ارے مجھے اپنی شادی کی ٹھوڑی ہی جلدی ہے مجھے تو شنزل کے ڈانس کی جلدی ہے جو اس نے میری شادی پر کرنا ہے۔ عاصم نے شنزل کو آنکھ مارتے ہوئے کہا۔

اور شنزل پھر سے غصے میں بھن گیا عاصم اچھی طرح جانتا تھا کہ شنزل کو کب کہاں اور کیسے تنگ کرنا ہے اور وہ بہت اچھے سے اس کا فائدہ بھی اٹھاتا تھا۔

لاسٹ سیمسٹر کے امتحانات ہو چکے تھے اور نتیجہ بھی آچکا تھا اور سب پاس بھی ہو گئے تھے اور خوش بھی تھے مگر سحر جس کا دل کہیں کھویا ہوا تھا اور کھونا بھی کیوں نہ آخر پیپرز کے دو ہفتے بعد اس کی اور عاصم کی شادی کی تاریخ طہ پائی تھی اور اب دن گزرتے جا رہے تھے اور وہ کچھ نہیں کر سکتی تھی آخر کر بھی کیا سکتی تھی دونوں کو بڑھنے سے روک تو نہیں سکتی تھی اور دن اپنی پوری رفتار سے دوڑ رہے تھے۔

سحر شادی میں صرف ایک ہفتہ رہ گیا ہے اب تو میرے ساتھ چل کر شوپنگ کر آؤ ویسے تو ساری صرف میں نے اور امی نے کی ہے مگر کچھ تو تم اپنی مرضی سے لے آؤ۔ مول سحر سے مخاطب تھی جو بیڈ پر لیٹی کسی گہری سوچ میں ڈوبی ہوئی تھی۔

بھابی آپ لوگ جو لے آئے ہو مجھے پسند ہے۔ اس نے تھکی سی آواز میں بولا۔



اچھا کم از کم شادی کا جوڑا ہی دیکھ آؤ چل کر پھر نہ کہنا کہ شادی کا جوڑا بھی تمہاری پسند کا نہیں ملا تمہیں۔ مول نے اکتا جانے والے انداز میں بولا۔

اب تو جوڑا فائل ہو چکا ہے اب کچھ ہو بھی نہیں سکتا اور مجھے آپ لوگوں کی پسند پر پورا یقین ہے۔

سحر پتا ہے نہ کہ پرسوں سے مائیو پر بیٹھ رہی ہو تم۔ مول نے خبر دینے کے انداز میں بولا۔  
ہاں بھابی معلوم ہے۔

تو کسی سے ملنا وغیرہ ہے تو آج ہی مل آؤ پھر نہیں کوئی تمہیں گھر سے باہر نکلنے دے گا۔  
مجھے کسی سے نہیں ملنا اور ویسے یہ شادی سے پانچ دن پہلے مائیو بیٹھنے کی کیا تک ہے مجھے  
سمجھ نہیں آتی بھئی دو دن تک تو ٹھیک ہے مگر پانچ دن۔ اس نے اکتائے ہوئے انداز میں بولا۔

اب یہ تو تم امی سے ہی پوچھو اب اکلوتی بیٹی ہو تم ان کی تو سب رسمیں تو وہ پوری کریں گی  
نہ۔

بھابی !

ہاں بولو سحر۔

وہ شہزل کی کال تو نہیں آئی آپ کو۔

مول سحر کو دیکھنے لگ گئی کہ شادی سے ہفتہ پہلے یہ شہزل کا پوچھ رہی ہے حالانکہ اس کی  
زبان پر تو عاصم کا نام ہونا چاہیے مگر شہزل کا نام ہے کچھ لمحے بعد اس نے بولا۔

نہیں کیوں -

وہ ایک ہفتہ ہو گیا ہے اس سے بات کیے ہوئے کوئی کال ہی نہیں آئی اس کی -  
کر لے گا کال تم فکر مت کرو -

\*\*\*\*\*

آج سحر کو مائیو بیٹھے تیسرا دن تھا یعنی پرسوں اس کا نکاح تھا -  
وہ اپنے کمرے میں بیٹھی کسی گہری سوچ میں تھی کہ موبائل پر کسی کال آئی موبائل پر  
ابھرنے والا نمبر شہزاد کا تھا -

آخر یہ اسے کیوں کال کر رہا ہے اس نے مشکل سے فون اٹھایا اور ہمت کرتے ہوئے کال  
اٹھاتے ہوئے بولی -  
ہاں شہزاد بولو -

مجھے تم سے ملنا ہے - بنا کسی سوال جواب کے اس نے کہا -  
مگر میں تم سے نہیں مل سکتی ، تم سے کیا میں کسی سے نہیں مل سکتی - اس نے جواب کہا  
-

اگر تم نہیں آئی تو میں تمہارے گھر پہنچ جاؤں گا -  
میں پھر بھی تم سے نہیں مل سکتی - وہ اپنی بات پر قائم تھی -  
سوچ لو آج نہ آئی تو پوری زندگی ترس جاؤ گی مجھ سے ملنے کے لیے -  
اس کی اس بات نے اس کو حیران اور پریشان کر دیا -

شہزل بچے مت بنو میں نہیں آ سکتی - سحر اپنی بات پر بضد رہی -

ٹھیک ہے پھر پورے دو گھنٹے بعد نیوز میں خبر سن لینا ایک لڑکے نے چھت سے کود کر اپنی

جان دے دی - اس نے سنجیدہ لہجے میں بولا

بکواس بند کرو ابھی تمہاری عقل ٹکھانے پر نہیں ہے لگانی ہی پڑے گی کہاں ہو تم - سحر نے

غصے میں بولتے ہوئے کہا -

ریسٹورینٹ میں - صرف دو گھنٹے کا وقت ہے تمہارے پاس -

گھر میں اس وقت صرف اربہم اور فرقان موجود تھے مول اور امی بازار گئی ہوئی تھی اور کاشان آفس تو سحر ان دونوں کی نظروں سے چھپتے ہوئے نکل گئی باہر کھڑی گاڑی سٹارٹ کی اور پوری

سپیڈ سے ہوٹل کی طرف بڑھ گئی کوئی ایک گھنٹے میں وہ ریسٹورینٹ پہنچ گئی دور سے ہی ایک

میز پر وہ اسے دیکھائی دے چکا تھا اس نے تیز قرم بڑھاتے ہوئے اس کی طرف رخ موڑا -

شہزل نے اسے اپنے سامنے پایا تو کھڑا ہو گیا اور پھر ایک زور دار تمپٹر اس کے منہ پر آ لگا - سحر

کو خود سمجھ نہیں آئی کہ آخر اس نے شہزل پر ہاتھ کیسے اٹھا دیا -

سحر کی آنکھیں ہلکی سی بھگی ہوئی تھی -

تمہارا دماغ ٹھیک ہے اور اگر نہیں ہے تو بھی ایک اور تمپٹر سے تو ٹھیک ہو ہی جائے گا - اس

نے غصے میں بولا -

ٹھیک ہے عقل میری اور ویسے بھی میں کون سا سچ میں مارنے والا تھا وہ تو میں نے تمہیں

یہاں بلانے کے لیے کہا تھا ایسے تو تم آنے سے رہی - اس نے شرافت سے بولا -

اچھا اور ایسی کون سی آفت آگئی تھی کہ آج ہی بات کرنی ضروری تھی -  
 آفت آئی نہیں تھی آنے والی تھی - اس نے سنجیگی سے کہا -  
 کیا مطلب - سحر نے حیرانی سے کہا -

Will you marry me؟ اس نے قدموں پر جھکتے ہوئے کہا -

سحر کو اس کی اس حرکت پر یقین نہیں آ رہا تھا -

یہ کیا مزاق ہے شہزل -

کوئی مزاق نہیں ہے شادی کے لیے کہہ رہا ہوں خودکشی کے لیے تھوڑے کہہ رہا ہوں -

میری شادی ہے پرسوں -

شادی ہے - ہوئی تو نہیں ہے - اس نے سنجیگی سے کہا -

ایک ہی بات ہے - سحر نے اسی حیرانی سے کہا -

ایک بات نہیں ہے -

ویسے بھی تم شادی شدہ ہو اور مجھ میں اتنی غیرت تو ہے کہ ایک شادی شدہ مرد سے اس قسم

کی گفتگو سے گریز کروں - سحر نے سنجیگی سے کہا -

شادی شدہ تھا ہوں نہیں - اس نے سکون سے کہا -

کیا مطلب - سحر نے حیرانی سے کہا -

آج ابھی ایک گھنٹہ پہلے ہی میری طلاق ہو گئی ہے اور سب سے پہلا کام میں سب سے ضروری کام کر رہا ہوں۔ اس نے اسے پھر سے حیران کرتے ہوئے کہا۔

تم پاگل خانے سے تو بھاگ کر نہیں آرہے۔ اس نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔  
آیا تو نہیں ہوں۔ ہاں چلا ضرور جاؤ گا اگر تم نے مجھے انکار کیا تو۔

دیکھو شہزل میں جا رہی ہوں یہاں سے۔ اس نے واپس مڑتے ہوئے کہا۔  
سحر۔ شہزل نے اس کا ہاتھ پکرتے ہوئے کہا۔

کیا مسئلہ ہے۔ اس نے ہاتھ چھڑاتے ہوئے کہا۔

ایک بات سن تو لو میری مجبوری کیا تھی۔ میں نے ہمیشہ تم سے محبت کی ہے ہمیشہ تمہیں چاہا ہے اور تمہیں پانے کی خواہش کی ہے اور میں یہ بھی جانتا ہوں کہ جتنی محبت میں تم سے کرتا ہوں اس سے دگنی تم مجھ سے کرتی ہو۔

ہاں بولو جو بولنا ہے۔

میں نے یہ شادی مجبوری میں کی تھی میں نے کیا حیا نے بھی یہ شادی مجبوری میں ہی کی تھی۔ ہماری شادی ایک کونٹریکٹ میرج تھی اور آج ہم دونوں نے ڈیورس لے لی ہے ہم دونوں پر بہت دباؤ تھا دادا چاہتے تھے کہ ہم دونوں کی شادی کر دی جائے تاکہ حیا شوبز میں شادی نہ کر لے اور اسی لیے انہوں نے ہمارے والدین پر زور دیا کہ اگر یہ شادی نہ ہوئی تو انہیں جائدات سے عاق کر دیا جائے گا اور پھر ہماری شادی کر دی گئی مگر ہم دونوں نے پہلے ہی

طے کر لیا تھا کہ ہم چھ مہینے بعد یہ شادی ختم کر دیں گے کوئی معقول وجہ بنا کر وہ بھی کسی کو پسند کرتی ہے۔ شہزل نے اپنی روداد سناتے ہوئے کہا۔

سحر کو یہ سب سن کر جھٹکا لگا مگر اس نے یہی ظاہر کیا کہ اسے کوئی فرق نہیں پڑتا اور یہی ظاہر کرتے ہوئے بولی

تو۔

تو۔ تو کیا سحر میں تمہیں بتا رہا ہوں ہوں اور تم کہہ رہی ہو تو۔

ہاں تو۔ میں کیا کروں۔ مجھے تم سے کوئی محبت نہیں ہے اور میں کوئی بول نہیں ہوں جو آج کسی کے کورٹ میں اور کل کسی کے کورٹ میں۔ میں ایک انسان ہوں۔

A person having some feelings اور میں جا رہی ہوں۔

سحر واپس جانے لگی تو شہزل نے اسے روکنے کی کوشش کی کہ ایک دم ایک مکا اس کے منہ پر آکر لگا اور وہ مکا عاصم کی طرف سے اس کے منہ پر مارا گیا تھا اس نے اسے مارنا شروع کر دیا اور ساتھ ساتھ بول رہا تھا۔

شرم ہے تجھ میں کہ نہیں اپنے دوست کی ہونے والی بیوی پر نظر رکھتے ہوئے۔

بظاہر تو وہ اس بات پر اس کی دہلائی کر رہا تھا مگر اصل وجہ تھی کہ اسے اس دن کا حساب چکانا تھا اور اسی لیے اس نے ان ان جگوں پر اسے مارا جہاں کچھ عرصہ پہلے اس کی دہلائی کی گئی تھی بس فرق اتنا تھا کہ اس کی دہلائی بند کمرے میں کی گئی تھی اور شہزل کی وہ کھلم کھلا کر رہا تھا۔

سحر نے اسے روکنے کی کوشش کی اور پھر ریسٹورنٹ سٹاف نے آکر اسے روکا مگر تب تک وہ پوری کٹر نکال چکا تھا۔

اس نے شہزل کو چھوڑتے ہوئے سحر کو اپنے ساتھ لے جاتے ہوئے مڑ کر شہزل کو آنکھ ماری اور بتا دیا کہ وہ بھی اسی کا یار ہے۔

تم یہاں کیسے۔ سحر نے سوال کیا  
بس کسی کام سے آیا تھا۔ اس نے بولا  
اور وہ کام ہو گیا۔ یہ جملہ عاصم نے دل میں بولا تھا۔

سحر گھر پہنچی تو مول اور امی بھی گھر پر موجود تھے اور اسی کا انتظار کر رہے تھے اس کے گھر کے اندر آتے ہی اس پر سوالات کی بوچھاڑ کر دی گئی۔

سحر یہ کیا حرکت ہے کہاں تھی تم کتنے پریشان ہو گئے تھے ہم کچھ اندازہ بھی ہے تمہیں کہ نہیں، کہاں تھی تم اور کون سا ایسا کام تھا جو تمہیں یوں مائیو سے اٹھ کر جانا پڑا۔ سحر کی امی مسلسل اس سے سوال کر رہی تھی۔

میں بہت تھک چکی ہوں اور ریسٹ کرنا چاہتی ہوں کوئی مجھے ڈیسٹرب نہ کرے۔ سحر بس اتنا بولتے ہوئے اندر اپنے کمرے کی طرف بڑھ گئی۔



اس کی امی نے اسے روکنا چاہا مگر مول نے انہیں روک دیا شاید وہ سمجھ گئی تھی کہ سحر اس وقت کچھ بھی بولنے کی حالت میں نہیں ہے اس وقت اسے اکیلا چھوڑ دینا ہی بہتر ہو گا۔

سحر نے اپنا کمرہ بند کر دیا اور بیڈ کے ساتھ ٹیک لگا کر زمین پر بیٹھ گئی کچھ دیر آنکھیں بند کر کے سر پیچھے گرائے ہوئی بیٹھی رہی اور پھر اس کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے۔

جس دن کا اسے ہمیشہ سے انتظار تھا وہ دن آخر آ ہی گیا تھا مگر جس طرح اور جس وقت آیا تھا اس کی اس نے امید نہیں کی تھی ہمیشہ جس شخص کا خواب دیکھا وہ شخص آج اس کے سامنے کھڑا پیار کا اقرا کر رہا تھا مگر یہ انکار کر آئی۔

آخر کیوں کیا اس نے انکار۔ کیا ہو جاتا اگر یہ اسے ہاں کہہ دیتی سحر بار بار خود سے یہی سوال کر رہی تھی مگر جواب کے نام پر کچھ بھی نہیں تھا۔ کہیں دل کے کونے سے آواز آتی کہ اس نے یہ اپنی فیملی کے لیے کیا، بگر وہی جواب آتا کہ اس کی فیملی کبھی اس کے فیصلے کی مخالفت نہ کرتی پھر کہیں دل کا کونا کہتا یہ عاصم کے لیے کیا مگر اسے عاصم سے محبت نہیں تھی اور پھر دل کہتا یہ تمہاری انا نے کروایا ہے تم سے تمہاری ضد نے تمہاری انا کو ٹھیس پہنچی ہے اور اسی کا بدلا لے رہی ہو تم۔

کیا میں سچ میں یہ صرف اس سے بدلہ لینے کے لیے کر رہی ہوں اس نے سب کچھ بتا دیا مجھے پھر بھی میں ایسا کر رہی ہوں کیا اپنے انا کے کھول میں میں اس قدر بند ہو چکی ہوں کہ مجھے کچھ دیکھائی ہی نہیں دیتا۔

وہ خود سے پوچھ رہی تھی سوال کر رہی تھی اور پھر جواب ملنے پر آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے۔

پرسوں اس کی مہندی تھی اور ساتھ ہی نکاح اور اسے یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے کسی سزاوار مجرم کو ہوتا ہے جسے پتا چل جاتا ہے کہ اسے پھانسی کی سزا سنائی گئی ہے اور اب پھانسی دے بھی دی جائے گی اور بس آخری وقت قریب آ گیا ہے۔

ارے کتنی پیاری لگ رہی ہو سحر تم ماشاء اللہ کہیں میری نظر نہ لگ جائے۔ سحر کی امی فاطمہ ارسلان نے کہتے ہوئے اس کی گال پر پیار کیا اور ناہر نکل گئی۔

کمرے میں اب صرف مول سحر اور سحر کی کچھ کزنز موجود تھیں۔

سحر سچی بہت پیاری لگ رہی ہو نکاح والے دن اتنی پیاری لگ رہی ہو تو شادی والے دن تو دلہا بھائی کی جان ہی لے لینی ہے تم نے۔ سحر کی کزن مریم نے اس کی تعریف کرتے ہوئے کہا۔

جو خود مر رہا ہو وہ کیا کسی کو مارے گا۔ ایک بے ربت سا جملہ سحر کے منہ سے نکلا۔

کیا مطلب ! سحر کی کزن نے حیرانگی کی پوچھا۔

کچھ نہیں اس کا کہنے کا مطلب تھا کہ یہ تو خود مر مٹی ہے عاصم پر۔ مول نے بات کا رخ موڑتے ہوئے کہا۔

ویسے ذرا پتا تو کر کے آؤ باہر سے کہ نکاح کتنے بچے کرنا ہے ٹائم تو ہو گیا ہے پھر ابھی تک مولوی صاحب کیوں نہیں آئے۔ مول نے سارہ کو کہتے ہوئے باہر پتا کرنے بھیجا۔

کچھ دیر بعد سارہ کمرے میں داخل ہوتے ہوئے بولی۔

بھئی لڑکا نکاح نہیں کر رہا۔

کیا مطلب ! مول نے حیرانگی سے پوچھا  
مطلب نکاح کر رہا ہے مگر ابھی نہیں کر رہا کہہ رہا ہے کہ اس کا کوئی دوست ہے کیا نام تھا  
ششش --

شنزل ! سحر نے شنزل بولتے ہوئے اسے دیکھا۔  
ہاں شنزل ! کہہ رہا ہے جب تک وہ نہیں آجاتا نکاح نہیں ہو گا۔  
ارے ایسا کون سا دوست ہے جس کے بغیر نکاح نہیں ہو سکتا اگر اتنا خاص دوست ہے تو آج  
ہونا چاہئے تھا نہ اسے یہاں اور ویسے بھی شادی تو کل ہے نہ - مریم نے سارہ کی بات پر ردِ  
عمل ظاہر کرتے ہوئے کہا۔

He is our life can someone do anything without life.  
سحر نے بڑے اطمینان سے بولا۔

اور پھر ایک دم باہر شور کی آواز آنا شروع کی گئی۔  
سارہ دیکھو ذرا باہر کیا ہو رہا ہے۔

وہ کسی کا اکسیڈینٹ ہوا ہے وہی ہے عاصم کا دوست شنزل میرے خیال سے - سارہ نے باہر  
سے آتے ہوئے رپورٹ دی۔

اور یہ کہنے کی دیر تھی کہ سحر سائنس لینا بھول گئی۔

کیا ہوا ہے شہزاد کو کہا ہے میرا شہزاد مجھے اس کے پاس جانا ہے۔ کرسی سے اٹھتے ہوئے ہڑبڑاتے ہوئے وہ بول رہی تھی۔ اسی حالت میں وہ کمرے سے باہر نکل آئی باہر سب لوگ کسی کے ارد گرد کھڑے تھے۔

اس نے لوگوں کو ہٹاتے ہوئے رستہ بنایا۔

شہزاد وہاں بے ہوش پڑا تھا اس کی ٹانگ سے خون نکل رہا تھا۔  
سحر اس کے قریب بیٹھ گئی۔

کیا ہوا ہے اسے کسی نے ایمبولینس کو کال کی، اسے ہسپتال لے کر جانا ہے۔ وہ رو رہی تھی اور ساتھ ساتھ عاصم سے مخاطب تھی اس کی آدھی باتوں کی تو سمجھ ہی نہیں آرہی تھی۔  
وہ کال کی ہے آتے ہی ہوں گے بس تھوڑی دیر میں تم فکر مت کرو سب ٹھیک ہو جائے گا کچھ نہیں ہو گا اسے۔

اتنی دیر میں باہر ایمبولینس کی آواز آرہی تھی شہزاد کو ایمبولینس میں ڈالا گیا اور ہسپتال لے جایا گیا۔

اسے اپریشن تھیٹر میں لے گئے۔۔

ڈاکٹر کیسی حالت ہے شہزاد کی وہ ٹھیک تو ہو جائے گا نہ۔ سحر نے ڈاکٹر کو روکتے ہوئے کہا

آپ بس دعا کریں۔ ڈاکٹر یہ کہتا ہوا آگے بڑھ گیا۔

سب ہی پریشان تھے کچھ دیر میں شہزاد کے ابو اور امی بھی ہسپتال پہنچ چکے تھے سب کے چہرے مرجھائے ہوئے تھے اور لبوں پر دعائیں تھیں۔

سحر کی حالت کافی خراب تھی وہ مسلسل دعائیں کر رہی تھی اور آج پہلی بار اسے اندازہ ہوا تھا کہ وہ شہزاد سے کتنی محبت کرتی ہے اس کو کھو دینے کا خیال ہی کتنا خوفناک تھا اس کو کھو دینا کیسا ہو گا اور وہ چلی تھی شہزاد سے دور جانے اسے تکلیف دینے مگر بھول گئی تھی اس کی تکلیف سے اس سے زیادہ اسے خود کو تکلیف ہو گی۔

صرف ایک چہرہ تھا جہاں مکمل اطمینان اور سکون تھا اور وہ تھا عاصم ایسے جیسے اندر اپریشن تھیٹر میں پڑے شخص سے اس کا کوئی رشتہ ہی نہ ہو کوئی انجان شخص ہو مگر حقیقت میں وہ اسے اپنا بھائی کہتا تھا حادثہ کے اس دنیا سے چلے جانے کے بعد شہزاد ہی تھا جس نے اسے اور جسے اس نے بھائوں کی طرح پیار کیا تھا اور اس کے چہرے کا اطمینان کچھ غیر معمولی تھا۔ اتنے میں اسے ایک کال آتی ہے اور کال دیکھتے ہی اس کے چہرے پر ایک شکن ابھرتی ہے۔ کال انڈ کرنے کے کیے وہ لوگوں سے دور اکیلے میں چلا جاتا ہے۔

تھا۔

یہ کیا حرکت کی ہے تم لوگوں نے، میں نے یہ تھوڑی کہا تھا کہ اس کو اس طرح زخمی کر دو

آپ نے ہی کہا تھا سب کچھ ریئل لگنا چاہیے اب ریئل دیکھانے کے لیے تھوڑی سا ریئل تو کرنا پڑتا ہے سر۔ ورنہ سب فیک لگتا۔ دوسری طرف سے کہا گیا تھا۔

ٹھیک ہے ٹھیک ہے - یہ اچھا ہوا کہ اس کو زیادہ چوٹ نہیں لگی ورنہ اگلا نمبر تمہارا ہونا تھا ہسپتال میں۔ اس نے تھوڑا غصے میں مگر پر سکون لہجے میں بولا -  
سر ہماری پیمینٹ -

مل جائے گی آج کل میں - یہ کہتے ہوئے اس نے فون کاٹ دیا۔  
فون کاٹتے ہوئے وہ مڑا تو اپنے سامنے مول کو کھڑا دیکھ کر حیران ہو گیا مگر اپنی حیرانی کو ظاہر نہ ہونے دیا۔

عاصم یہ کیا سن رہی ہوں میں - مول نے غصے میں بولا -  
ایسا کیا سن لیا تم نے - عاصم نے پر سکون لہجے میں بولا -  
شہزاد کے ساتھ یہ سب تم نے کروایا ہے -  
ہاں - اس نے اسی سکون سے بولا -

تمہیں شرم نہیں آئی اپنے دوست کے ساتھ یہ کرواتے ہوئے وہ اندر زندگی اور موت کے بیچ جھول رہا ہے صرف تمہاری وجہ سے - مول نے اسے آگاہ کرنے کے انداز میں بولا -  
کہیں نہیں جھول رہا - بالکل سہی ہے وہ - اس نے پھر سے مول کو حیران کرتے ہوئے کہا -

کیا مطلب --- وہ ڈاکٹر --- وہ چوٹ --- وہ سب کیا ہے -  
ڈاکٹر میرا جاننے والا ہے اور رہی بات چوٹ کی تو وہ رٹیل ہے بس تھوڑی زیادہ بلکہ بہت زیادہ کر کے بتائی جا رہی ہے - اس نے اسے پھر حیران کر دیا تھا -

اس کا مطلب وہ جو ڈاکٹر اس کی ٹانگ کاٹنے کی بات کر رہا اور اس کے دماغ پر چوٹ --  
ہاں وہ جھوٹ ہے - عاصم نے اس کی بات کاٹتے ہوئے کہا -

یہ سب میرا پلین تھا ان دونوں کو ان کی محبت کا احساس دیلانے کا -- شروع دن سے جو کچھ  
ہو رہا ہے وہ پلین کا حصہ تھا - اس نے مول کی طرف دیکھتے ہوئے کہا -

ان کو محبت کا احساس دیلانے کا کوئی اور طریقہ بھی ہو سکتا تھا یہ کرنا ضروری تو نہیں تھا -  
ہاں یہ کرنا ضروری تو نہیں تھا بالکل بھی ضروری نہیں تھا سب کچھ میرے سامنے تھا دونوں  
محبت کرتے تھے ایک دوسرے سے اور پھر بھی دور تھے کیا کچھ نہیں کیا میں نے مار کھائی  
جھوٹی شادی طہ کروائی یہاں تک شہزاد کو اس کے سامنے مارا تک مگر پھر بھی کیا ہوا شادی  
ہونے جا رہی تھی اگر میں یہ نہ کرتا تو اور کیا کرتا، شادی کر لیتا سحر سے ---- ہاں بولو کر لیتا  
شادی اس سے - اس نے پہلی بار قدرے غصے میں بولا -  
مگر اب سب کو کیا کہو گے -

کس کو --- ابو میرے ساتھ ملے ہوئے تھے انٹی کو بھی پتا تھا اور آپ کے شوہر کو تو خود سب  
بتایا ہے میں نے - اس نے پھر اسی سکون سے بولا -

سب کو سب پتا ہے - مول کی حیرت کا ٹھیکانہ نہ تھا -

ہاں بھئی اب پاکستان میں کہاں ساری باتیں مانی جاتی ہیں دولے کی ایسے تھوڑے میرے  
مرضی کی ڈیٹس ڈیٹس ہو رہی تھی ہاں بس اکیڈمیٹ کا کسی کو نہیں پتا میں نے سب سے



کہا تھا کہ شہزاد کو اپنے سامنے دیکھ کر وہ خود انکار کر دے گی مگر پھر یہ کرنا پڑ گیا اب تم جا کر کسی کو مت بتا دینا۔ اس نے ہاتھ جوڑتے ہوئے کہا  
اچھا تم جو کرتے رہو اور میں تمہاری تعریف بھی نہ کروں۔ تعریف تو بنتی ہے۔ اس نے تنگ کرتے ہوئے کہا۔

ایسی تعریف سے بعض ہی رکھو مجھے۔

اچھا پہلے ڈاکٹر کو کہو کہ وہ سب سے کہیں کہ شہزاد ٹھیک ہے، سحر کا رو کر برا حال ہوا ہے کہیں اسے ہی نہ اڈمٹ کرنا پڑ جائے۔

اس کی سزا ہے کس نے کہا تھا میرے دوست کو تنگ کرنے کو۔ نہ وہ کچھ ماہ پہلے مجھے پروپوز کرتی نہ یہ سب ہوتا۔

ویسے تم نے پروپوزل اکسیپٹ کیوں کیا تھا اس وقت ہی یہ سب کر دیتے۔

یار مجبوری تھی میری۔ شہزاد شادی شدہ تھا اور سحر وہ تو اس سے بدلا لینے پر تلی ہوئی تھی اگر

اس وقت میں اسے انکار کرتا تو وہ کسی اور کو جا کر پروپوز کر دیتی اب یہ تو میں ہرگز افورڈ

نہیں کر سکتا تھا۔ اس نے اپنی مجبوریوں کا رونا روتے ہوئے کہا۔

اچھا اچھا مجبور انسان اب جا کر ڈاکٹر سے بات کرو۔

اس میں کون سی بات ہے ابھی کر دیتا ہوں۔

سحر وہ شہزاد ٹھیک ہو گیا ہے ہم مل سکتے ہیں اسے اب۔۔۔ ڈاکٹر نے ابھی آکر بتایا ہے۔

مول نے آکر سحر کو بتاتے ہوئے کہا جو اس وقت بیٹھی جاء نماز پر بیٹھی دعا مانگ رہی تھی۔

مول کی بات سن کر اس نے سجدہ شکر ادا کیا اور جاء نماز کو جوڑتے ہوئے روم کی طرف بڑھ گئی جہاں اپریشن کے بعد شزل کو رکھا گیا تھا۔

شزل بیڈ پر بیٹھا اسی کا انتظار کر رہا تھا کہ وہ کمرے سے اندر داخل ہوئی۔  
کیسی ہو اس نے سوال کیا۔  
میں --- تم کیسے ہو۔

مجھے کیا ہونا ہے تمہارے سامنے اچھا بھلا ہوں۔ اس نے اسے دیکھتے ہوئے محبت سے کہا۔  
ہاں دکھ رہا ہے کتنے اچھے ہو۔

اتنی دیر میں باقی سب بھی کمرے میں داخل ہو گئے اور ان میں عاصم کے ساتھ بھی کوئی موجود تھا۔

عاصم یہ یہاں کیا کر رہے ہیں۔ سحر نے غصے سے پوچھا۔  
بھئی جو کام ہے ان کا اسی کام کے لیے آئے ہیں۔ عاصم نے قدرے شرارت سے کہا۔  
یہ کوئی وقت اور جگہ ہے ان کاموں کے لیے تھوڑی شرم ہی کر لیتے تم۔ سحر اسی غصے میں بول رہی تھی۔

اگر آج شادی کی تاریخ طہ ہے تو آج ہی ہو گا نکاح اسی لیے تو بلایا ہے مولوی صاحب کو اب کی بار مول نے عاصم کا ساتھ دیتے ہوئے کہا

بھابھی اپ بھی۔ سحر نے حیرانی سے کہا۔

ہاں تو اور کیا۔ مول نے ذرا مسکراٹ دباتے ہوئے کہا۔

مجھے نہیں کرنی شادی - سحر نے غصے میں کہا -

شادی نہیں کرنی یا مجھ سے نہیں کرنی - اینڈ موقع پر تم مجھے انکار کر رہی ہو دھوکہ دے رہی ہو -  
- عاصم نے شرارت سے کہا -

عاصم سمجھنے کی کوشش کرو۔۔۔ سحر کچھ بول پاتی کہ اچانک سب ہنسنے لگے -

اب آپ لوگ ہنس کیوں رہے ہو - سحر نے خفگی سے پوچھا -

ارے تمہیں کس نے کہا میں تم سے شادی کروں گا ابھی پاگل کتے کا کاٹا ہوا لگتا ہوں کیا -  
عاصم نے تنگ کرتے ہوئے کہا -

مطلب !

مطلب یہ کہ تمہارا اور شہزل کا نکاح ہے -

سحر اور شہزل نے اپنے اپنے گھر والوں کی طرف دیکھا اور پھر ایک دوسرے کی طرف -

بھئی ان کی طرف کیا دیکھ رہے ہو ان سے بات ہو گئی ہے میری اب تم لوگ اپنی بتاؤ کرنی ہے کہ نہیں ورنہ پھر ایک دوسرے کو بہن بھائی بنا لو -

اس کی بہن بھائی والی بات پر دونوں نے بری سی شکل بنائی -

تو پھر ہاں کرو - عاصم نے ان کی شکلیں دیکھتے ہوئے کہا -

مگر عاصم میں اس طرح شادی نہیں کرنا چاہتا میں چاہتا ہوں کہ سحر اپنی مرضی سے مجھ سے

شادی کرے نہ کہ میری حالت دیکھ کر - کافی دیر بعد شہزل بولا -

میرے خیال سے تمہیں تمہیر کافی پسند ہیں۔ سحر نے اسے پرسوں والا تمہیر یاد دلاتے ہوئے کہا

لو جی اب تو انکار کا کوئی جواز ہی نہیں اب جب ہونے والی بیوی شادی سے پہلے مار کی دھمکیاں دے گی تو شادی کے بعد تو میرا کیا حال کرے گی اسلہ ہی حافظ ہے میرا۔ شہزل نے تنگ کرتے ہوئے کہا۔

سب کی ہنسی سے کمر گونج اٹھا۔

بہت اچھے ہو تم عاصم۔ سحر نے عاصم کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔

اتنا بھی اچھا نہیں ہے یہ، اس کی حرکتیں پتا چل جائے تم لوگوں کو تو یہی مارو گے تم لوگ اسے۔ مول نے عاصم کو دیکھتے ہوئے کہا۔

بس تم دشمن رہنا میری نہ برداشت ہو سکی میری تعریف۔ عاصم نے جھوٹ کا غصہ دیکھتے ہوئے کہا۔

ایسا بھی کیا کر دیا ہے اس نے۔ شہزل نے عاصم کی ساڈ لیتے ہوئے کہا

تمہارا اکسیڈنٹ۔ مول نے سکون بھرے انداز میں کہا۔

سب اس کی بات پر حیرانی سے اسے دیکھ رہے تھے سحر تو اٹھ کر اس کی دھلائی لگانے کو تھی۔

آج نہیں آج نہیں۔ پھر کسی دن لگا لینا دھلائی۔ اس نے ہاتھ جوڑتے ہوئے کہا۔

رہنے دو سحر اسے - اس کی اس حرکت کے بدلے جو ملا ہے مجھے اس کے بدلے ہر تکلیف کم  
اور بے معافی ہے - شہزل نے سحر کو روکتے ہوئے کہا -  
نکاح پڑھالیں - عاصم نے بات کا رخ موڑتے ہوئے کہا

پھر ان کا نکاح پڑھایا گیا ایسا یادگار نکاح بھی ہو سکتا تھا کیا جیسا ان کا ہو رہا تھا -

لوجی نکاح تو ہو گیا اب ان میاں بیوی کو اکیلا چھوڑ دیا جائے ہم سب باہر چلتے ہیں - یہ صلاح  
عاصم کی طرف سے دی گئی تھی -  
سب کمرے سے باہر چلے گئے -  
ہاں تو بیگم صاحبہ شادی مبارک ہو - شہزل نے شرارت سے بولا -  
آپ کو بھی مبارک ہو - سحر نے ہلکی مسکراہٹ کے ساتھ بولا -

آج میں بہت خوش ہوں میری زندگی کا حسین ترین دن ہے یہ - شہزل نے اپنی خوشی بتاتے  
ہوئے کہا

میں بھی بہت خوش ہوں بس تھوڑا دکھ اس بات کا ہے کہ کاش ہم نے ایک دوسرے سے  
وقت پر کچھ کہا ہوتا تو یہ سب نہ ہوتا اتنا سب اس طرح نہ ہوتا کافی پہلے ہم ایک ہو چکے ہوتے

پہلے کچھ نہیں کہا تو آج کہہ دیتے ہیں اور یہ سب اسی طرح ہماری زندگی میں لکھ دیا گیا تھا اور  
اسے اسی طرح ہونا تھا تو ہو گیا۔

I love you shazil

I love you too my wife.

\*\*\*\*\* ختم شد \*\*\*\*\*

